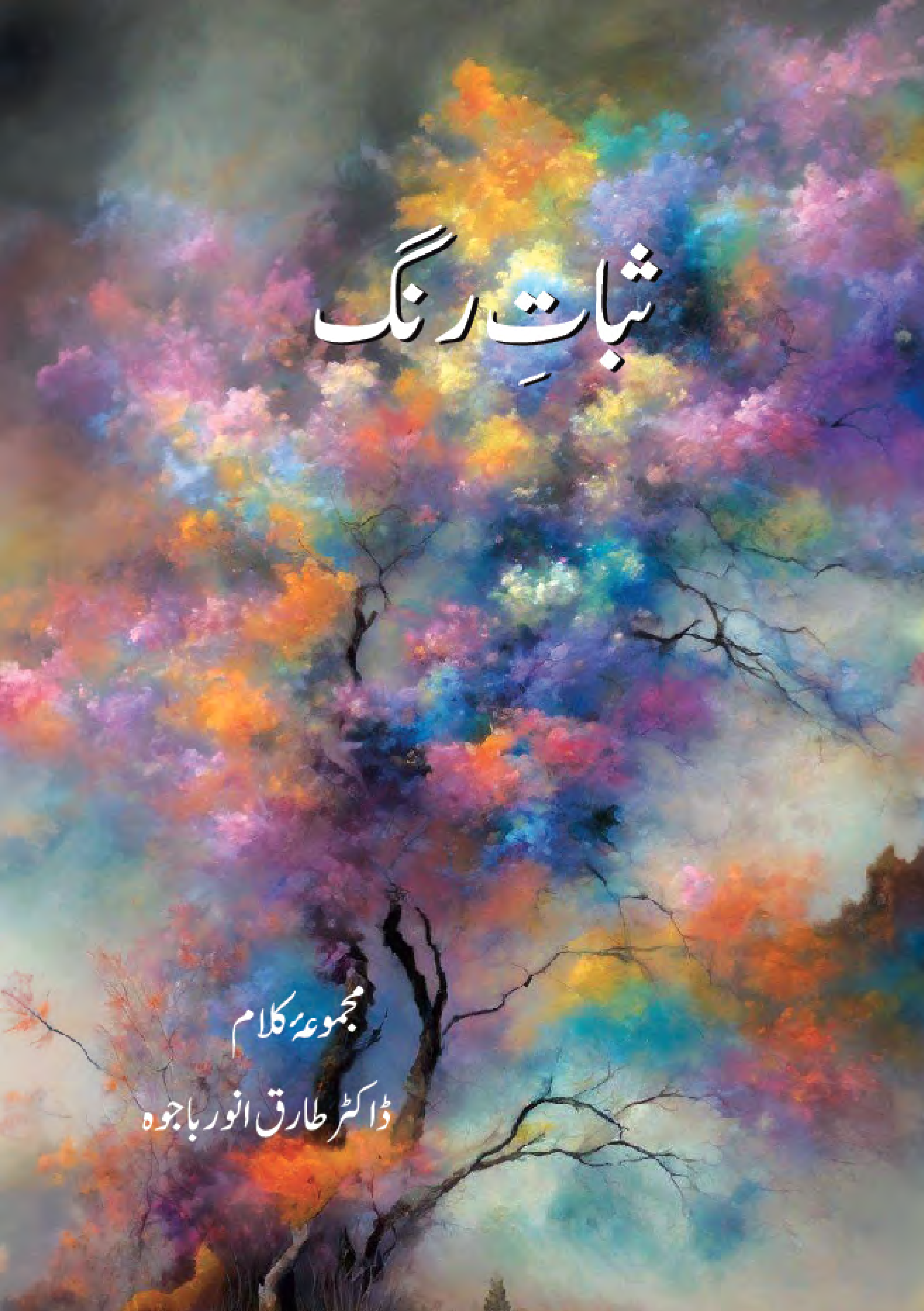


ثباتِ رنگ

مجموعۂ کلام

ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ثباتِ رنگ

مجموعۂ کلام

ڈاکٹر طارق انور باجوہ

کتاب : شباتِ رنگ (20)

﴿کلام جولائی سنہ ۲۰۲۵ تا ستمبر سنہ ۲۰۲۵﴾

شاعر : ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ناشر : ڈاکٹر ریحانہ رحمٰن بٹ

سنِ اشاعت : ۲۰۲۵

ملنے کا پتہ :

55 Combemartin Road, London

SW18 5PP

bajwauk@hotmail.com

سرورق : عامر ملک / قدسیہ ساوری

کمپوزیشن : نابغہ طاہر باجوہ

انتساب

رحمتہ للّعالمین حضرت محمدّ مصطفٰے ﷺ کے نام

جن کی مدح میں ستّر اشعار پر مبنی ایک قصیدہ لکھنے کی توفیق ملی جو

اس مجموعے میں شامل ہے



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ترتیب

استادِ محترم کو نذرانۂ عقیدت

اک روشنی کا اعلیٰ مینار پا گئے ہیں
ہے نام طارق انور ، انوار پا گئے ہیں

روحانی اور حقیقی چمکار پا گئے ہیں
بُرّاق سی قلم میں رفتار پا گئے ہیں

ہر نیک روح جس سے محظوظ ہو رہی ہے
وہ شاعری میں ایسی مہکار پا گئے ہیں

منسوب جو خلیفہ کے نام سے ہوئے تو
صحبت میں ان کی ، ان کے اطوار پا گئے ہیں

اک خوان بانٹتے ہیں ہر روز معرفت کا
فیضان کے یہ جیسے زخّار پا گئے ہیں

پیوستہ جو خلافت کے پیڑ سے ہوا تھا
وہ پھول کیا کِھلا ہے ، گلزار پا گئے ہیں

ہر اک کلام ان کا دیتا ہے خود گواہی
روحانیت میں چشمِ ابصار پا گئے ہیں

ممتاز اور نمایاں خوبی ہے ایک یہ بھی
استادِ محترم کی دستار پا گئے ہیں

استادِ محترم کو نذرانۂ عقیدت
لکھ کر رضا کے ربّ کی ، اثمار پا گئے ہیں

یہ گلستانِ احمد کی قدسیہ ہے برکت
ہم لوگ خوشبوؤں کے انبار پا گئے ہیں

قدسیہ نور فضا

پیش لفظ

" ثباتِ رنگ۔۔۔ڈاکٹر طارق انور باجوہ کی نئی کاوش "

ہر شاعر کا اپنا ہی ایک اُسلوبِ بیان ہوتا ہے۔ اور اکثر شعراء اپنے اُسلوب یا اندازِ بیان سے پہچانے جاتے ہیں۔ کہ یہ خاص اندازِ بیان غالب، حالی یا اقبال کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شعر یا نثر پارہ میں شاعر یا ادیب کی اپنی شخصیّت بھی جھلک اور چھلک رہی ہوتی ہے۔ جیسے غالب کی شخصیّت اور سوچ اس کی شاعری میں نمایاں ہوتی ہے اور اسے اپنے انداز یا اُسلوب کا پتہ بھی ہوتا ہے کیونکہ جیسے انگریزی میں کہا جاتا ہے STYLE IS MAN HIMSELF ہر شاعر یا ادیب کو اپنے بارہ میں پتہ ہوتا ہے اسی طرح اس کو اپنے اسلوب کا بھی علم ہوتا ہے۔ غالب کو بھی پتہ تھا اس لئے اُس نے کہا

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور

یا

حالیؔ کے بقول

ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالیؔ ہے سب سے جُدا تیرا

یا اقبالؒ کہتے ہیں

خوش آ گئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے ، شاعری کیا ہے

یہ تمہید اس بات کی آئینہ دار ہے کہ ہر شاعر کے شعر میں اس کی ذات اور تجربات بھی شامل ہوتے ہیں۔ جیسے ساحر لدھیانوی نے بھی کہا ہے

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

ہمارے ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ صاحب کی ذات میں جو بھی عناصر پائے جاتے ہیں۔ وہ عقیدتِ دین، محبّتِ احمدیّت، اور والہانہ عشقِ خلافت ہیں۔ علاوہ ازیں وہ ادب اور طب کے موضوعات کو اپنے ذوق و شوق کے مطابق جانتے ہیں اور پسند کرتے ہیں۔ یہ اُن کی تمام شاعری میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں۔

میرے سامنے ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ کے اس بیسویں مجموعۂ کلام "ثباتِ رنگ" کا مسوّدہ اپنی بہار اور شان دکھا رہا ہے اور اس میں بھی ان کی شخصیّت کے مندرجہ بالا موضوعات پہلو در پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ جو ان کی ہمہ صفت ذات کی عکّاسی کرتے ہیں۔ اس مجموعۂ کلام "ثباتِ رنگ" میں سے کچھ منتخب اشعار آپ کے ذوقِ طبع کی نذر ہیں۔

سبزہ و گل ، ابر کیا ہیں ، تیرے جلووں کی دھنک
بادِ صر صر بھی تری رحمت سے پاتی ہے زباں

خودی کو چھوڑا ہے پندار کو نہیں پالا
جہاں گیا ہے ، وہاں سر کے بل گیا ہے دل

نفس کی بستی میں برپا ہو گیا اس سے سکوت
نالۂ دل سے جو نکلی تھی ندا، ہے کربلا

چمن چمن مہک اٹھے، قدم جہاں ترے پڑے
فلک کو خاک چھو گئی ترے نشاں کے رنگ میں

صبر کر یہ ہجر کا موسم ، محبّت کا ہے رنگ
دل نے اشکوں سے لکھا ، آنکھوں نے ٹپکایا ہے کیا

ترے ہجر کی شام تھی اور میں
حسیں رُت سرِ بام تھی اور میں

نہ آغوشِ وعدہ، نہ زلفوں کے بل
تھپکتی ہوا عام تھی اور میں

جو چلا کانٹوں بھرے رستے پہ تھا آشفتہ سر
وہ گلوں کے ساتھ سارے ہی عنادل لے گیا

شعر کہتا ہوں تو لب ساتھ نہیں دیتے ہیں
خامشی پڑھتی جو اسباق فقط تجھ سے ہے

وہ ہنس کے جب ملے ، دل رو کے یاد کرتا ہے
دکھوں کی آنیاں اور جانیاں تو ہوتی ہیں

مسجد ہو یا کہ دَیر ہو ، مذہب ہو یا دھرم
چمکے ہے دل میں نورِ خیالِ جمالِ دوست

تری ہی ذات باعثِ سکونِ عقل و دل ہوئی
میں اک ترے وجود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

توجّہ چاہیئے طارق سبھی کو
کہی ہم نے تو اپنی جستہ جستہ

تو آپ نے پڑھ لی ڈاکٹر طارق انور باجوہ کی جستہ جستہ !

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ

۹ نومبر ۲۰۲۵

اظہارِ تشکّر

الحمدللہ کہ اپنا بیسواں شعری مجموعہ ” ثباتِ رنگ “ پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سے پہلے میرے انیس مجموعہ ہائے کلام کو جس طور سے پذیرائی ملی، اس کے لئے سب سے پہلے اپنے ربِّ کریم کا اور اس کے بعد فرداً فرداً تمام احباب کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

جیسا کہ اپنی پہلی کتاب ” لبِّ لباب “ کی ابتدا میں، میں نے ذکر کیا تھا کہ ۱۸ مئی ۲۰۲۰ء، ۲۵ رمضان المبارک، کی رات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالٰی کو اچانک چوٹ لگ جانے کی فکر میں دل پر گہرا اثر تھا۔ دُعا کر کے سویا تو خواب میں خود کو ایک لمبی نظم پڑھتے ہوئے پایا۔ آنکھ کُھلی تو احساس تھا کہ پوری نظم یاد ہے، ابھی لکھ لوں گا تاہم لکھنے بیٹھا تو نظم تو بھول گئی تھی، محض اس کی طرز یاد رہی تھی جس پر ایک نظم لکھ کر حضورِ انور کی خدمت میں بھجوا دی۔ لیکن اس وقت یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالٰی نے جیسے شاعری سکھا دی ہے اور اب میں آسانی سے شعر کہہ پاؤں گا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالٰی نے خود مدد کی اور رہنمائی فرمائی اور میں نے روزانہ ایک غزل یا نظم کہنا شروع کر دی۔

میرے ذہن میں قرآنِ کریم کی یہ آیت تھی کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ تُو کہہ دے کہ اگر سمندر دواتیں بن جائیں تا کہ میرے رب کے کلمات لکھ سکیں تو وہ ختم ہو جائیں گے خواہ ویسے ہی سمندر دوبارہ لے آئیں لیکن تیرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ تو اگر خدا تعالٰی کی کائنات پر غور کیا جائے تو ایک نظم تو روزانہ کہی جا سکتی ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے الحمدللہ

" لبِ ّلباب" میں میرا، دسمبر ۲۰۲۰ تک کا، سارا کلام شامل تھا۔ اس میں سے غزلیات کا حصّہ الگ کر کے "چاک دامانِ جنوں" کے نام سے شائع کیا گیا۔ میری تیسری کتاب، جس کا نام استاذِ المکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے ازراہِ شفقت "ہم قدم دم بدم" تجویز فرمایا تھا، میں یکم جنوری ۲۰۲۱ سے ۳۱ مارچ ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل تھا جو زیادہ تر غزلیات پر مشتمل ہے۔

"در آئینہ صفِ دوستاں" میں یکم اپریل ۲۰۲۱ سے لے کر ۳۰ جون ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل کیا گیا۔ "نصیبِ چارہ گری" میں یکم جولائی ۲۰۲۱ سے ۳۰ ستمبر ۲۰۲۱ اور "بازگشت" میں یکم اکتوبر ۲۰۲۱ سے ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل ہوا۔ "پیتم بِن مَن سُونا" میں یکم جنوری ۲۰۲۲ سے ۳۱ مارچ ۲۰۲۲۔ آٹھویں مجموعہ میں یکم اپریل سے ۳۰ جون ۲۰۲۲ تک اور نویں "مجموعہ سرنامۂ نور" میں یکم جولائی ۲۰۲۲ سے ۳۰ ستمبر ۲۰۲۲ تک کا کلام شامل ہے۔۔ دسواں مجموعہ خلافت سے متعلّق کلام پر مشتمل ہے جبکہ "ایک اور ایک گیارہ" اکتوبر ۲۰۲۲ سے لے کر اگست ۲۰۲۳ تک کے کلام پر مشتمل ہے۔ " بَرشِگالِ نُور" ستمبر ۲۰۲۳ سے لے کر دسمبر ۲۰۲۳ تک کے کلام پر مشتمل ہے۔ "گمان سے یقین تک" جنوری تا مارچ ۲۰۲۴ اور مجموعہ "رنگِ وفا دیکھو تو" اپریل تا جون ۲۰۲۴ کے کلام پر مشتمل ہے۔ "آئینہ ابرار کا" تیرھویں اور چودھویں مجموعے کی چنیدہ غزلیں ااور نظمیں الگ کر کے تیّار کی گئی ہے۔ اسی طرح سولھواں مجموعہ سخن سمندر تیرھویں اور چودھویں مجموعے کی صرف غزلوں پر مشتمل ہے۔ سترھواں مجموعہ "منّت کشِ دعا" جولائی ۲۰۲۴ سے دسمبر ۲۰۲۴ کے کلام پر مشتمل ہے۔ اٹھارواں مجموعہ "دھنک اجالے" جنوری ۲۰۲۵ سے مارچ ۲۰۲۵ کے کلام پر مشتمل ہے۔ انیسواں مجموعہ "پُر نور ہو سویرا" اپریل

۲۰۲۵ سے جون ۲۰۲۵ تک کے کلام پر مشتمل ہے۔ اور یہ بیسواں مجموعہ "ثباتِ رنگ" جولائی ۲۰۲۵ سے ستمبر ۲۰۲۵ تک کے کلام پر مشتمل ہے۔

دیگر مہربانوں کے ساتھ، محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو باقاعدگی سے میرا کلام دیکھ کر حسبِ ضرورت اصلاح بھی فرما دیتے ہیں۔ اس کتاب کا نام بھی ان کا ہی تجویز کردہ ہے۔ اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر محنت کے ساتھ انہوں نے ایک ایک لفظ کا جائزہ لے کر اپنی مفصّل رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ میں اپنے ان اساتذہ اور دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ وقت نکال کر اپنی رائے سے نوازا۔ مکرم و محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے ہر بار ایک خوبصورت پیش لفظ سے نوازا اور محترم عبد الشکور صاحب نے امریکہ سے، مبارک احمد صدیقی صاحب اور خاص طور پر مکرم طفیل عامر صاحب نے اپنی خصوصی آرا سے نوازا۔ ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے صاحب نے حسبِ معمول کتاب پر نہ صرف رائے کا اظہار فرمایا بلکہ ہر دفعہ ایک خوبصورت نظم سے بھی نوازا۔ اللہ ان سب کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور احسن ترین جزا عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ۔ لندن

غزلیات

و

دیگر کلام

قصیدہ فی مدحِ نبی ﷺ

ا۔ تشبیب (عشق و جذبہ، آغاز کی فضا بندی)

ا۔اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے رواں
تشنہ لب دوڑے چلے آتے ہیں تجھ تک کارواں

۲۔ہر دلِ مضطر میں تیری یاد کی خوشبو بسی
ہر کسی پر تیرے ہی احسان کے ہیں سائباں

۳۔چاند سورج، کہکشاں، سب تیرے جلوے کے اسیر
نور کی صورت ہوا ہے ، آسماں بھی ضو فشاں

۴۔سبزہ وگُل ، ابر کیا ہیں تیرے جلووں کی دھنک
بادِ صرصر بھی تری رحمت سے پاتی ہے زباں

۵۔نخلِ اُمیدوں کا تیرے فیض سے ہے تازہ تر
تیری ہی خوشبو سے ہے آباد دل کا گلستاں

۶۔بحرِ حکمت کے کنارے پر اترتا ہے سکوں
ہو ترے پیغام ہی سے علم کا دریا رواں

۷۔چار سُو افلاک پر تیرے ستاروں کا حصار
تُو چمکتا ہے مہِ کامل ہو جیسے درمیاں

۸۔تیرے ہی دم سے کھلے انسانیت کا بابِ خیر
ورنہ وحشت ہی تھی ہر سو، علم کا تھا اُستخواں

۹۔اے کرم کے باب، اے تسکینِ قلبِ مضطرب
جانتے ہیں تیری چاہت ہے وفا کا امتحاں

۲۔ گریز (تشبیب سے مدح کی طرف پل)

۱۰۔گل کھلے، کلیاں ہنسیں، ہے رنگ و خوشبو سے بہار
روشنی نے پایا جلوہ، چاندنی ہے شادماں

۱۱۔اب بتاؤں کس کا صدق و عدل تھا دل کے قریب
کس کے اخلاقِ کریمانہ کا شہرہ تھا وہاں

۱۲۔کس کی آمد سے مٹا ظلمت کا بے پایاں حصار
کس کے دم سے کھل گیا رحمت کا بابِ بیکراں

۱۳۔کس نے امن و صلح کے فرزند پیدا کر دیئے؟
کس نے نفرت کو مٹایا، دے کے وحدت کا نشاں

۱۴۔کس نے کعبے کو کہا آؤ ہے یہ دار السلام
کس نے صحرا کو بنایا علم و حکمت کا جہاں؟

۱۵۔کس کے قدموں سے بنی انسانیت راہِ نجات
کس کے دم سے روح کو حاصل ہوا عرفانِ جاں

۳۔ مدح (سیرتِ نبی ﷺ کا بیان)

۱۶۔اک وہی ہستی ہے جس کے ساتھ خیرِ کُل ملا
ہے وہی رہبر وہی ہے رہنمائے ہر زماں

۱۷۔وقت کے لمحے شہادت پر رہا اس کا عمل
اس کی سیرت ،اسوۂ کامل کا قرآں میں بیاں

۱۸۔اے مرے دل! چل مدینے کی طرف ہوں اب رواں
واں پہ محبوبِ خدا ﷺ ہیں باعثِ امن و اماں

۱۹۔رحمتِ حق کا ہوا مکّہ میں جو جلوہ عیاں
نور سے اس کے ہوئے معمور سب کون و مکاں

۲۰۔طور پر موسیٰؑ نے دیکھا روشنی کا اک نشاں
اور مدینہ میں محمد ﷺ کو ملا دیدارِ جاں

۲۱۔ذکرِ احمد سے ہوئے روشن سبھی ہیں بحر و برّ
مصطفیٰ کو رب نے بخشی عزتِ ہر دو جہاں

۲۲۔ان پہ جبریلِ امیں لاتے رہے رب کا پیام
رفتہ رفتہ یوں ہوا نازل کلامِ جاوداں

۲۳۔ارض و افلاک و زمانہ، ہر طرف ان کا جمال
خود خدا نے نام ان کا کر دیا سب پر عیاں

۲۴۔چشمِ عالم ہو گئی روشن انہی کے فیض سے
ان کے علم و معرفت سے ہو گیا اجلا جہاں

۲۵۔ان کے اسمِ پاک کی برکت سے ملتی ہے شفا
ان کے دم سے دور ہو جائیں مرض دل کے نہاں

۲۶۔آپ ﷺ وہ رہبر ہیں جن کے نقشِ پا پر چل کے ہم
پا گئے تسکینِ دل، اُلفت کا روشن اک نشاں

۲۷۔آپ ﷺ کی رحمت نے جیتے دشمنوں کے دل بھی تھے
آپ ﷺ کے دم سے ہوئی آباد بزمِ دوستاں

۲۸۔ آپ ﷺ کی گفتار میں قرآن کی خوشبو بسی
آپ ﷺ کے کردار میں صدق و وفا کی کہکشاں

۲۹۔ آپ ﷺ کے لب سے جو نکلے سب تھے الفاظِ کرم
وہ بنے انسانیت کے واسطے حرفِ اماں

۳۰۔ آپ ﷺ ہر اک رزم میں فاتح تریں سالارِ جنگ
آپ ﷺ تھے صبر و شجاعت کے امیرِ کارواں

۳۱۔ امنِ عالم کا دیا تھا آپ نے ایسا چراغ
جس سے روشن ہے زمانے کا ہر اک گوشہ، مکاں

۳۲۔ آپ ﷺ نے ہی تو بتایا ، صلح میں ہی خیر ہے
آپ ﷺ نے ہی تو سکھایا عفو کا ہر اک بیاں

۳۳۔ آپ ﷺ ہی ہیں رحمتِ عالم بھی اور نُورِ ہُدیٰ
آپ ﷺ اک ہیں شافعِ محشر، ہوئے سب کی اماں

۳۴۔آپ ﷺ کا ہی اسوۂ کامل رضا کا ہے سبب
آپ ﷺ ہی کے واسطے سے دور ہو دل کی خزاں

۴۔ دعا (حضور ﷺ کے لیے)

۳۵۔اے خدا! محبوب کے صدقے عطا فرما ہمیں
پھر سے صلح و آشتی ، بر ہر مکاں امن و اماں

۳۶۔آپ ﷺ ہی کے نام سے مل جائے پھر تسکینِ دل
آپ ﷺ ہی کے ذکر سے روشن ہو ہر دل کا جہاں

۳۷۔آپ ﷺ کی سیرت سے ہو کر ہر گھڑی ہم فیض یاب
آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر جب چلیں ، ہوں کامراں

۳۸۔آپ ﷺ کی اُمت رہے محفوظ ہر شیطان سے
وسوسے اس کو نہ بہکائیں ، دجل ہوں باطلاں

۳۹۔قدسیوں کو پھر ملے توفیق تیرے ساتھ کی
پھر سے ہو جائے میسر مدحتوں کا وہ زماں

۴۰۔روزِ محشر ہم غریبوں پر بھی ہو تیری نظر
ہم کو بخشی جائے تیرے دست و بازو کی کماں

۴۱۔آپ کے صدقے ملے دل کو سکون و روشنی
آپ ہی کے فیض سے سیراب ہو سارا جہاں

۴۲۔ہم کو بخشیں ، وہ شفاعت کا سہارا روزِ حشر
ہم کریں دیدار جب ہو بے حجابی کا سماں

۴۳۔اے خدا! رکھنا ہمیں اُن کے کرم کے سائے میں
ان کے صدقے بخش دینا ہیں وہی تو جانِ جاں

۴۴۔ہم کریں ایسے عمل ، پائیں شفاعت یا نبی
روزِ محشر ہم پہ بھی لطف و کرم کا ہو سماں

۴۵۔اے خدا اپنے نبی پر بھیج تُو ہر دم درود
اب وہ یہ دنیا ہو یا پھر آخرت کا ہو زماں

۵۔ حسنِ طلب (شاعر کی درخواست و عرض)

۴۶۔یا نبی ﷺ، ہم بے سہارا، آپ ہی ہیں چارہ گر
ہم غریبوں کے لیے بن جائیں رحمت کا نشاں

۴۷۔روزِ محشر ہم خطا کاروں پہ ہو نظرِ کرم
ہم گناہوں کے اندھیروں سے نکل پائیں وہاں

۴۸۔اپنی اُمت میں لکھیں ہم کو بھی اے پیارے حضور ﷺ
ہم کو بخشا جائے انعامِ شفاعت ناگہاں

۴۹۔مصطفیٰ ﷺ کے در پہ جائیں ، التجائیں لے کے ہم
بخش دے یہ آرزو ، کرتی رہے ہر دم زباں

۵۰۔آپ ﷺ ہی کی مدح میں کہتا ہوں میں اشعار سب
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف ، اے مہرباں!

۵۱۔یہ دعا ہے پھر مدینے کے گلی کوچوں میں ہوں
ابرِ رحمت کا رہے سر پر ہمارے سائباں

۵۲۔آپ ﷺ کے روضے پہ ہو جب جب ہماری حاضری
آنکھ کے آنسو کہیں دل کی ہمارے داستاں

۵۳۔ہم کہیں الفاظ سب تیری ثنا کے باب میں
دے ہمیں توفیقِ مدحت، ہو رواں ایسے زباں

۵۴۔یا الٰہی، آپ ﷺ کے صدقے عطا فرما ہمیں
ملّتِ احمد کو پھر مل جائیں دیں کے پاسباں

۵۵۔اے شفیعِ امّتِ مجروحِ عصیاں المدد
تیری رحمت سے ہوئے ظلمت کے صحرا ، گلستاں

۵۶۔تیری الفت نے دلوں میں نور کو اجلا دیا
تیری حرمت سے ہوئے محفوظ سب ایمان و جاں

۵۷۔اے سراپا خیر و ہمدردی کے پیکر مہرباں
تیری سیرت ہے چراغِ راہ ہر دِل کی اماں

۵۸۔جس پہ ٹوٹے غم، اُسے تیرے سہارے کا یقیں
کائناتِ دہر میں تیرے کرم کا ہے سماں

۵۹۔ذکر تیرا ہے شفا، تیری دعا ہے سائباں
تجھ سے بڑھ کر کون ہے رحمت کا پیکر مہرباں

۶۰۔دستِ انور نے دیا انسانیت کا درس وہ
عدل و حکمت پر ہوئے قائم حکومت کے نشاں

۶۱۔اے مدینہ تیری گلیوں میں پڑے اس کے قدم
خاک ان کی چومنے کو بےقرار اب ہے جہاں

۶۲۔تیری عظمت پر گواہی دے زمین و آسماں
اے نبی، تجھ سے ہوا معمور دِل کا گلستاں

۶۳۔تیرے دم سے ہے اجالا ، تُو دلوں کی کہکشاں
ظلمتِ دوراں میں روشن تُو چراغِ جاوداں

۶۴۔رحمتِ عالم، شفیع المذنبیں، ابرِ کرَم
تیرے صدقے میں یہاں قائم ہوئے دارالاماں

۶۵۔کیا بیاں ہو تیری شفقت کا سمندر بے کراں
ہے فدا ہونے کو دل، بے تاب ہے میری زباں

۶۶۔نام تیرا ہے شفا، تسکینِ دل، آرامِ جاں
ذکر تیرا ہی فقط مومن دلوں کی داستاں

۶۷۔تیری سیرت اک نمونہ ہے حکومت کے لئے
عدل تیرا ہے طریقِ زندگی کا کارواں

۶۸۔ تیرے روضے پر فلک بن کر رہا ہے سائباں
ہیں زمین و آسماں، تیری صداقت کے نشاں

۶۹ تیری الفت کا صلہ ہے امن و الفت کا سماں
تجھ سے روشن ہیں دلوں کے راستے اور کارواں

۷۰۔ تیرے روضے کی طرف اُڑتے ہیں دل، پروانہ وار
تیرا شوق آنکھوں میں لے آیا ہے اشکوں کا سماں

ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ-لندن
۱۱ ستمبر ۲۰۲۵

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

روشنی کے سب ستارے، ہیں ہدایت کے گواہ
عزمِ حق کے سب صحیفے، ہیں شجاعت کے گواہ

صلح کے پیغام سے مہکا جہاں کا ہر مکاں
امن کی خوشبو کے جھونکے، ہیں شرافت کے گواہ

درد مندوں کا سہارا اور غریبوں کی پناہ
رحمتوں کے سب خزانے، ہیں سخاوت کے گواہ

جو تری دہلیز پر آیا ، ہے پایا اس نے امن
قلبِ مضطر، اشکِ جاری، ہیں عنایت کے گواہ

دشمنوں کو بھی محبت سے نوازا اس طرح
جاں کے درپے تھے جو دشمن ، ہیں مروّت کے گواہ

سچ کی خاطر تو نے لہرائے تھے جراءت سے عَلَم
حق پرستی کے یہ پرچم، ہیں صداقت کے گواہ

ظلم اور جور و جفا سہہ کر رہے ثابت قدم
صبر کے قصّے ترے ، ہیں استقامت کے گواہ

جنگ میں انصاف کا معیار جو تُو نے رکھا
سخت مجرم جنگ کے بھی ، ہیں عدالت کے گواہ

آج بھی ظلمت اجالا ڈھونڈتی ہے جس طرف
روشنی کے یہ زمانے، ہیں بصارت کے گواہ

ہم گنہ گاروں میں ہیں، پھر بھی تری اُمّت تو ہیں
اے محمّد مصطفٰے ﷺ ہم ، ہیں شفاعت کے گواہ

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

روشنی کا وہ اشارا ہے رسولِ رحمت ﷺ
جس کو دشمن نے پکارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

عدل و انصاف کی صورت وہ ملا دنیا کو
بے قصوروں کا سہارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

آگ برساتی ہوئی دھوپ میں ٹھنڈک کا سماں
ابر وہ رب نے اتارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

صلح کی لے کے بشارت جو چلا آیا ہے
امن کا ایک وہ دھارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

جام ، عرفان کے ہاتھوں میں لئے ساقی وہ
حوضِ کوثر پہ ہمارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

دل جو دشمن کا کیا فتح ، معافی دے کر
خود زباں سے وہ پکارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

بت دیئے توڑ ، کیا نعرۂ تکبیر بلند
حق کا واللہ نظارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

اس پہ طارقؔ کا ہمیشہ ہو درود اور سلام
وہ جو ہم سب ہی کا پیارا ہے رسولِ رحمت ﷺ

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

چراغِ رحمتِ عالم ترا دربار ہے آقا ﷺ
متاعِ امنِ دو عالم ترا کردار ہے آقا ﷺ

سبھی تشنہ لبوں کے واسطے بحرِ بقا تو ہے
شفا کی اک دعائے خاص تیرا پیار ہے آقا ﷺ

جہاں میں عدل کا ڈنکا بجا ہے تیرے آنے سے
ترے خُلق و محبت پر فدا سنسار ہے آقا ﷺ

یتیموں کے لئے سایہ، غلاموں کے لئے شفقت
تری ہجرت پہ شاہد ہو گیا اک غار ہے آقا ﷺ

تری صحبت میں رہ کر جس کسی نے تجھ سے سیکھا ہے
وفا کے باب میں وہ بن گیا شہکار ہے آقا ﷺ

جہالت کے اندھیروں سے نکالا تُو نے امّت کو
علوم و حکمت و دانش کا تو معیا ر ہے آقا ﷺ

اخوّت کا دیا ہے درس باہم ، عدل کر کے بھی
محبت سے چلا جتنا ترا دربار ہے آقا ﷺ

دلوں کے حوصلے کو پستیوں سے سر بلندی دی
ہوا جینے کا مقصد ہی ترا دیدار ہے آقا ﷺ

جہاں میں امن کی خوشبو ترے دامن سے وابستہ
وفا کے قافلوں کا قائد و معمار ہے آقا ﷺ

خوشا قسمت ! غلاموں میں ترے طارِقؔ ہوا شامل
زمانہ جانتا ہے تُو شہِ ابرار ہے آقا ﷺ

ہر تمنّا کی جب انتہا تم ہوئے
پھر وہی خواب تھا، جب جُدا تم ہوئے

میں نے ہر بات دل سے نبھائی مگر
پھر بھی کہتے ہو کیوں بے وفا تم ہوئے

جتنے لمحے تھے، وارے تمہی پر مگر
پھر بھی ہر پل مجھی سے خفا تم ہوئے

آنکھ میں جو نمی رہ گئی بس وہی
میرے حصّے میں تھی ، مدّعا تم ہوئے

خود کو کھو کر ہوئے جب تمہارے فقط
نا شناسا تھے ہم ، آشنا تم ہوئے

ہم نے طارقؔ بھروسہ تمہی پر کیا
آس ، امّید کا آسرا تم ہوئے

تُو ملا تھا، مگر دل ملا ہی نہیں
پیار کا یوں کوئی سلسلہ ہی نہیں

تیرا رستہ الگ ، میری راہیں جدا
آخری پل کوئی حادثہ ہی نہیں

تو رلاتا تھا ، میں مسکراتا رہا
خامشی کیا مری ، معجزہ ہی نہیں

تو نے جانا ہمیں بے وفا ، کیا ہوا
ہم نے سمجھا تجھے تو جدا ہی نہیں

میں نے چاہا تجھے، تو نے ٹھکرا دیا
میری چاہت کا کوئی صلہ ہی نہیں؟

تھا ترے پاس کیا اک سِوا خامشی؟
میں نے جو کچھ کہا، یاد تھا ہی نہیں

اب بھی رُکتا ہوں میں جب ترا ذکر ہو
اور کہتا ہے تُو ، کچھ ہوا ہی نہیں

کیسے ممکن ہے وہ چودھویں رات تھی
چاند نکلا، وہ تجھ کو دِکھا ہی نہیں

تو دلائل سے قائل نہیں ہو سکا
عقل سے کام تُو نے لیا ہی نہیں

پھر بھی طارقؔ تری خیر مانگے سدا
وہ تو کرتے دُعا یہ تھکا ہی نہیں

وہ جو نظر کے لمس سے دیتا ہے نور بخش
اس کے حضور جائیں تو دے وہ سرور بخش

اِس دل کی خواہشوں کا اثر کچھ تو ہے ضرور
جلوہ جو مانگ لے اسے دیتا ہے طُور بخش

گر لب پہ ذکرِ یار ہو ، رکھتا ہے وہ قریب
بھولے اسے جو ، گھر اُسے دیتا ہے دور بخش

ذکر و دعا، وظیفہ و شب زاری اپنی جا
لیکن کبھی تُو دوسروں کے بھی قصور بخش

سائل کی گُم نہ ہو صدا ، دنیا کے شور میں
دیوار ، کبر و فخر کی ، کر کے عبور بخش

دل میں ہمارے پیار ہے ڈر بھی ہے کچھ مگر
وعدہ ہے یہ کہ ، دے خدا جنّت کی حور بخش

پائیں سزا جو ہٹ دھرم ہیں ، جانتے ہیں سچ
ناداں ہیں ناسمجھ ہیں جو اُن کو شعور بخش

اس آسرے پہ مجھ سے خطائیں بہت ہوئیں
امید تھی کہ دے گا تُو میرے فجور بخش

کرتا ہوں سر جھکا کے ندامت سے التجا
میرے گنہ جو پیش ہوں تیرے حضور بخش

طارقؔ ! غفور ہے وہ رحیم و کریم ہے
توبہ تو کر کے دیکھ ، وہ دے گا ضرور بخش

غزل پر تبصرہ
نعیم اللہ باجوہ- آسٹریلیا

محترم ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ صاحب کی یہ غزل ایک عارفِ بصیرت کی ایسی آواز ہے جو اپنے باطن کے دروازے کھول کر ربِ کریم کی بارگاہ میں ندامت، امید، خوف، عشق اور التجا کے ملے جُلے جذبے لے کر حاضر ہوتا

ہے۔ شاعر نے نہ صرف اپنی خطاؤں کا اعتراف کیا ہے بلکہ عالمِ انسانی کے اُس درد کو بھی چھُوا ہے جو رب کی رحمت سے وابستہ اُمید کی ڈوری پر قائم ہے۔

غزل کا آغاز ہی ایک عظیم روحانی تجربے کی جانب اشارہ کرتا ہے—وہ ذات جو "نظر کے لمس سے دیتا ہے نور بخش" وہ محض بصری جمال نہیں بلکہ باطنی بصیرت کی وہ چمک ہے جو طالبِ حق کے اندر ایک نیا جہان روشن کر دیتی ہے۔ اسی تجربے کو شاعر "سرور" کے ساتھ جوڑتا ہے، جو کہ عرفان کی پہلی لذت ہے۔

پھر شاعر "دل کی خواہشوں" کا ذکر کرتا ہے، اور یہ خواہش کوئی دنیاوی تمنا نہیں بلکہ طلبِ جمالِ الٰہی ہے—جو طور جیسی تجلیات تک لے جاتی ہے۔ یہاں "دل" ایک آئینہ ہے اور "جلوہ" ایک اجالا، جو فقط صادق طلب پر عطا ہوتا ہے۔

غزل کا تیسرا شعر ذکر و غفلت کے تضاد پر مبنی ہے۔ شاعر بار بار یاد دلانا چاہتا ہے کہ قربِ خداوندی صرف اُسی کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے لبوں پر ذکر رکھتا ہے، اور جو بھول جائے، اُسے دنیا کی وسعتوں میں گم کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک صوفیانہ پیغام ہے: ذاکر رہو، تاکہ دوری نہ ہو۔

اس کے بعد شاعر کا لہجہ مزید اخلاقی و عرفانی ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ذکر، شب بیداری، وظیفہ، سب اپنی جگہ لیکن اگر دل دوسروں کے قصور بخشنے سے خالی ہے تو قربتِ الٰہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ صوفیاء کا اصل پیغام ہے:

معاف کرنے والا دل، اصل عبادت ہے۔

شاعر دعا کرتا ہے کہ دنیا کے شور میں سائل کی پکار گم نہ ہو، اور وہی بلند ہو جو انا، فخر اور کبر کی دیوار پھلانگ لے۔ یہ وہ مقامِ فنا ہے جہاں انسان اپنی ہستی سے نکل کر حقیقتِ مطلقہ کی طرف لپکتا ہے۔

اگلے اشعار میں خوف ورجاء، وعدۂ حور، اور ان سادہ ایمان والوں کی بات کی گئی ہے جنہیں عقل نہیں، لیکن دل میں نور کی تمنا ہے۔ شاعر جانتا ہے کہ سخت دلوں کو سزا ملے گی، لیکن وہ نرم دل نادانوں کے لیے دعا کرتا ہے کہ خدا انہیں شعور عطا کرے۔

پھر وہ اپنے گناہوں کی فہرست خود پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہاں، مجھ سے خطائیں ہوئیں، لیکن اے رب! تیرا وعدہ ہے کہ تو فجور بھی بخش دیتا ہے۔ یہی امید، یہی عجز، یہی بندگی کا اصل حسن ہے۔

آخری اشعار توبہ کی طرف لے جاتے ہیں — سر جھکا کر، ندامت سے، التجا کرتا ہوا شاعر کہتا ہے کہ میرے گناہ تیرے حضور آ جائیں، اور تُو بخش دے، کیونکہ تُو غفور ہے، رحیم ہے، کریم ہے۔

مقطع میں شاعر، گویا اپنی روحانی خود کلامی کو حتمی نتیجہ دیتا ہے: "توبہ تو کر کے دیکھ!"۔ یہ صرف شاعری نہیں، ایک زندگی بدل دینے والا پیغام ہے۔

یہ اہلِ دل کی نصیحت ہے کہ رحمتِ خداوندی ہر وقت دستک دے رہی ہے، بس دل کا دروازہ کھولنے کی دیر ہے۔

یہ غزل صرف ایک شاعر کی توبہ نہیں بلکہ ایک مکمل صوفیانہ تجربہ ہے— جذبات کی گہرائی، الفاظ کی سادگی، بیان کی نرمی اور مفہوم کی رفعت اسے نہایت ممتاز بناتی ہے۔ یہاں نہ صرف ندامت ہے، بلکہ وہ شعور بھی ہے جو خود احتسابی سے جنم لیتا ہے۔

طارقؔ انور باجوہ صاحب کی یہ تخلیق روحانیت کے قاری کو ایک ایسی راہ دکھاتی ہے جس میں رب کے نور کی جستجو، دل کی صداقت، توبہ کی سچائی، اور معافی کی اُمید، سب ایک ساتھ رواں دواں ہیں۔

یہ غزل ایک دُعا بھی ہے، ایک در بھی—اور ایک دروازہ بھی—جو سیدھا دل سے خدا تک جاتا ہے۔

تری تلاش میں کیا کیا بدل گیا ہے دل
ہے تپتی دھوپ ، ہے صحرا ، اُبل گیا ہے دل

نہ ساز کوئی ، نہ دھڑکن ، نہ کوئی سوزِ جنوں
خموش رہ کے بھی کیا راز اگل گیا ہے دل

چھپا کے رکھتا رہا روگ سارے اندر ہی
چلا ہے عمر بھر ، آئی اجل گیا ہے دل

مٹا رہا تھا کوئی سچ کی بھوک تھی اُس کو
کہ ہجرتوں کے سبھی غم نگل گیا ہے دل

خودی کو چھوڑا ہے ، پندار کو نہیں پالا
جہاں گیا ہے وہاں سر کے بل گیا ہے دل

کہیں تو عکس ہے پوشیدہ اک درونِ وجود
نظر جو اس پہ پڑی ہے پگھل گیا ہے دل

حسین چہرہ کوئی اِس کو جا کے دیکھنا ہے
پڑے گی ماننی اِس کی مچل گیا ہے دل

نہ شور تھا سرِ مے خانہ اور نہ ہنگامہ
وہیں پہ ڈالنے کوئی خلل گیا ہے دل

تری گلی سے یہ گزرا ہے تب سے بیکل ہے
وجود دیکھ کے تیرا یہ کل گیا ہے دل

کہاں کہاں پہ پھسلنے کا سارا ساماں تھا
کہاں کہاں پہ نہ طارق سنبھل گیا ہے دل

عمر بھر ڈرتے رہے اک خواب کی تعبیر سے
باندھ کر رکھا جنوں کو عقل کی زنجیر سے

جھوٹ نے چکّر دیا ایسا ، برہنہ کر دیا
ورنہ آدم کو تو دلچسپی نہ تھی انجیر سے

اشک شوئی کے مناظر ہوں گے شہرت کا سبب
ورنہ اس کو کوئی ہمدردی نہ تھی دلگیر سے

ڈھونڈیئے جا کر کہیں ایسے مسلمانوں کا ذکر
دل ہلا دیتے تھے جو اک نعرۂ تکبیر سے

تم سمجھتے ہو کہ رہبر کی ضرورت اب نہیں
چھت کی کڑیاں تو سلامت ہوں فقط شہتیر سے

آسماں سے آنے والا گر ابھی آیا نہیں
فائدہ ہو گا تو کیا آیا اگر تاخیر سے

کیا ہوا ٹوٹے دلوں کو اس نے گر جوڑا نہیں
خوش ہوا ہے نوعِ انساں چاند کی تسخیر سے

کیا ہوا گر آپ ہم سے دور جا کر بس گئے
دل لگا لیتے ہیں اب ہم آپ کی تصویر سے

چیرہ دستی ، ہاتھا پائی کی ضرورت ہی نہیں
ذہن قائل ہو مگر الفاظ کی تاثیر سے

اس لئے بھی ہجر کا طارقؔ نہیں شکوہ کیا
جانتے ہیں فیصلہ ہوتا ہے یہ تقدیر سے

❀❀❀

چراغِ سحر تھا ، نہ تنہا رہا
اجالا کِیا تھا ، نہ تنہا رہا

کسی نے نہ دیکھا ، ستم کیا ہوا
وہ اک خواب جیسا ، نہ تنہا رہا

صدا سُن کے جھوم اُٹھے سارے ہی لوگ
دلوں کو چھوا تھا ، نہ تنہا رہا

وہ آخر کو اک کارواں بن گیا
اکیلا چلا تھا ، نہ تنہا رہا

وفا کے سفر میں جو بچھڑا کہیں
وہی کھو گیا وہ ، نہ تنہا رہا

عجب نُور اس کی اداؤں میں تھا
وہ عین الضّیا تھا ، نہ تنہا رہا

خدا کی طلب میں جو نکلا کبھی
وہ خود سے جدا تھا ، نہ تنہا رہا

جفا کی ہواؤں نے آ کر کہا
وہی با وفا تھا ، نہ تنہا رہا

صبا آئی اُس کی مہک لے کے جب
معطّر ہوا تھا ، نہ تنہا رہا

نم آنکھیں ، دعائیں تضرُّع بھری
ملا یہ صلہ تھا ، نہ تنہا رہا

ملی اُس کے وعدے میں پنہاں بقا
فنا میں چھپا تھا ، نہ تنہا رہا

حیا ، عشق، قربت، فراق ، آسماں
نہ تنہا تھا طارق نہ تنہا رہا

❀❀❀

---- کربلا

بالمقابل ظلم کے ،حق کی صدا، ہے کربلا
صبر کی منزل، وفا کی اک ادا، ہے کربلا

ذکرِ ہُو، فکرِ فنا، ہے چشمِ تر، دل رُو بہ راہ
وصل کے پہلے قدم کا راستا، ہے کربلا

آبِ وحدت میں بھگویا جو گیا ، جاں سے گیا
بے بسی میں کربِ ہستی کی دعا، ہے کربلا

ہے درونِ قلب میں نورِ علی کی روشنی
اور حسینی طَور کی جو بھی جزا، ہے کربلا

جو بھی باطن میں نظر ڈالے اسے دیکھے گا خود
آئینے میں عکس جس کا بر ملا ، ہے کربلا

نفس کی بستی میں برپا ہو گیا اس سے سکوت
نالۂ دل سے جو نکلی تھی ندا ، ہے کربلا

کاسۂ خاکی میں ہے جامِ وفا تب سے بھرا
جب شہیدوں کے لہو سے بھر گیا ، ہے کربلا

دل کی ویرانی میں پوشیدہ یہ کب سے راز ہے
مل سکے تو منزلِ اہلِ ہُدیٰ، ہے کربلا

روح گر چُپ بھی رہے اور دل گواہی اس کی دے
پھر تو ہر سجدے کا بے شک مدّعا، ہے کربلا

مہر و مہ طارقؔ بھلا کیونکر ہوں اس کے سامنے
آسمانی نور کی اک انتہا ، ہے کربلا

نہ دنیا کا حاصل نہ عقبیٰ کا پھل
ہے فطرت میں تیری صدائے ازل

یہ دنیا ہے یاں کچھ نہیں بر محل
نہ کچھ چین ایسے نہ ویسے ہے کل

نہیں ہے کوئی خواہشوں کا محل
تری دید کو دِل یہ جائے مچل

تری یاد میں مسکراتا عمل
میں کیا روک پاؤں گا اس کا خلل

نہ رقصِ اجل اور نہ صوتِ غزل
نہ ذکر و نظر میں رہا کوئی حل

کسی طور سے یہ نہ جائے پگھل
کسی جھیل میں تیرتا یہ کنول

جو فہم و خرد کا ملے ایک پل
سنائی نہ دے حکم اب یاں سے چل

محبت، عبادت ہے ، باقی دجَل
ہے جنّت یہی ، ہو عبادت سپھل

ترا قول ، تیرا جلالِ ازل
نہیں کوئی قرآن کا تو بدل

نہ ظلم و ستم دل کو جائے مَسَل
نہ ظاہر کی ساعت نہ باطن کا پل

کریں کیا یہ دل پھر بھی جائے مچل
اسے کون سمجھائے طارقؔ ، سنبھل

روگ دل کی دُکھَن کا پھر کیا ہے
شوق اس گل بدن کا پھر کیا ہے

گل کھلائے ہیں حسن والوں نے
دوش اس میں چمن کا پھر کیا ہے

دیکھتے ہیں تجھے اگر جھک کر
طول سرو و سمن کا پھر کیا ہے

ذائقہ ہی اگر نہ بتلائیں
کام ، کام و دہن کا پھر کیا ہے

دل کے چھیڑے نہ تار گر کوئی
لطف ، شعر و سخن کا پھر کیا ہے

آسرا وصل کا اگر کچھ ہو
رات بھر کی تھکن کا پھر کیا ہے

دفن ہو گی نہ جب سیہ کاری
تیرے اُجلے کفن کا پھر کیا ہے

حسنِ یوسف دریں نہ بینم گر
حسن چاہِ ذقن کا پھر کیا ہے

جان اس پر اگر نہ قرباں ہو
پیار اپنے وطن کا پھر کیا ہے

دھوپ تیرا بدن جلا جائے
سایہ نیلے گگن کا پھر کیا ہے

دوستی گر نبھا نہیں سکتے
قول طارقؔ سجن کا پھر کیا ہے

❀

کر لے دل سے دل کی بات
تنہائی میں دے جو ساتھ

تیری جیت ہے ، میری مات
بدلیں گے کیسے حالات

اُس کے آگے سب ہیں ایک
وہ کب پوچھے کیا ہے ذات

میں بھی تُو ہوں، تُو بھی میں
اک منفی کیوں ، اک اثبات

ہجر میں دل پر کیا گزری ہے
کیسے جانیں گے آلات

اُس پر بھی تو پھونکے کوئی
یار مرا پڑھ کر آیات

دیکھ لئے ہیں رنگ دھنک کے
ایک بنائیں مل کر سات

ہر دھڑکن ، لے کس کا نام
دل کی حرکت کس کے ہات!

پھولوں کے سنگ کانٹے کیوں ہیں
نازک ہیں پھولوں کے پات

حوروں کی خواہش ہے اچھی
لیکن مقصد ، صرف نجات

ذکر اور فکر کے گھر میں جا کر
سجدے میں کر دل کی بات

وارث شاہ ، فرید ، محمدؐ
بانٹ گئے کیا کیا خیرات

چاند نگر کی بڑھیا بن جا
بیٹھ وہاں اور چرخا کات

ساتھ نہ چھوڑیں گے طارقؔ یہ
ہفتے کے جو دن ہیں سات

❀❀❀

کوئی چپکے سے آیا ، کہہ گیا، کیا
اتر آیا جو دل میں ، رہ گیا ، کیا

کبھی خاموش بیٹھا، کچھ نہ بولا
کبھی آنکھوں سے سب کچھ کہہ گیا، کیا

نہ جانے کون تھا ، کیا نام ہو گا
مگر جذبات میں وہ بہہ گیا ، کیا

بس اک لمحہ وہی تھا، ہم پہ بھاری
کہ جس لمحے وہ مقتل گہ گیا، کیا

نہ کوئی شوق تھا باقی رہا پھر
کہیں وہ درد ہی تھا رہ گیا، کیا

جو سورج نے کبھی رستہ دکھایا
اسی رستے پہ چل کے مہ گیا ، کیا

نہ چاکِ دل، نہ زخموں کی کہانی
وہ سب کا درد ایسا سہہ گیا ، کیا

ادب کے آسماں پر جگمگایا
تو کر زانو ادب کا تہہ گیا ،کیا

قوافی بھی تھے مشکل اور زمیں بھی
غزل پھر بھی وہ دیکھو کہہ گیا، کیا

کبھی طارقؔ کے بارے میں یہ سوچا
حقیقت میں جو سچ تھا کہہ گیا ، کیا

ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ-لندن
(حال نزیل Cancun, میکسیکو)

❀❀❀

❁

بتاؤں کیا ، پڑا جو "حال"، لے چلا
نہیں اُ ٹھا کوئی سوال لے چلا

میں بھر کے اک نظر بھی دیکھ پاؤں کب
مجھے وہ حسنِ بے مثال ، لے چلا

چراغ تھا وہ راستہ کٹھن تو تھا
خلش سی تھی ، پڑا وبال لے چلا

جہاں میں نقشِ یار ڈھونڈتا رہا
تو خاک میں بھی وہ جمال لے چلا

ملا ہے گُل میں وہ ، کبھی وہ خار میں
چمن نے کر دیا نہال ، لے چلا

وہ تھا ہماری بندگی کا منتظر
نگاہِ خاص کا کمال لے چلا

گلی میں ہر طرف اسی کا شور تھا
سکوت تھا وہاں محال ، لے چلا

کبھی جو تَرک میں نے کی مراد سب
کھُلا درِ رہِ وصال ، لے چلا

نہ مے تھی اور نہ جام ہی تھا ہاتھ میں
خمار نے چلی جو چال لے چلا

جہاں سے ابتدا تھی ، انتہا ہوئی
چھپا کے خاک میں خیال، لے چلا

ملا جو تُو ، فنا کا رنگ چھا گیا
تو کیا جنوب کیا شمال ، لے چلا

نجانے کب یہ میرا عشق ، اُس گلی
اے طارقِ شکستہ حال! لے چلا

❁❁❁

ہر گھڑی دل میں اضطراب نہ تھا
تجھ کو کھویا تو پھر حساب نہ تھا

تجھ پہ کیسے نہ دل یہ آ جاتا
حسن دیکھا ترا ، جواب نہ تھا

جب بھی تشنہ تھا دشت میں تنہا
تیرا چہرہ کبھی ، سراب نہ تھا

میں نے چھوڑا نہیں یقیں تجھ پر
ہاں نصیب اپنا ، بے نصاب نہ تھا

چپ کی زنجیر ، بن گئی آواز
ورنہ یہ درد بے خطاب نہ تھا

اک نظر نے فسانے کھولے سب
ورنہ میں صاحبِ کتاب نہ تھا

نفس کی خواہشوں نے دور کیا
تیری قربت میں یوں حجاب نہ تھا

دل کی دنیا میں تھا فقط تُو ہی
اور میں اس قدَر خراب نہ تھا

عشق حد سے گزر گیا تھا جب
میرے سجدے میں کچھ ثواب نہ تھا

سچ بتا بھیجنے کو دنیا میں
کیا میں تیرا ہی انتخاب نہ تھا ؟

میری ہر اک کتاب میں جاناں
کیا ترے نام انتساب نہ تھا

جانتا ہوں یہ خوب میں طارقؔ
جو ملا ، میرا اکتساب نہ تھا

یوں تو انسان کو شیطان سے ڈر لگتا ہے
کیوں مگر حضرتِ انسان سے ڈر لگتا ہے؟

چاہتے ہیں کہ دیا جائے پیامِ اُلفت
حاکمِ وقت کے فرمان سے ڈر لگتا ہے

دیکھ کے چہرہ ہمارا نہ کوئی ڈر جائے
اپنی بگڑی ہوئی پہچان سے ڈر لگتا ہے

سامنے میرے اچانک نہ وہ آ جائے کہیں
دل میں پیدا ہوئے ہیجان سے ڈر لگتا ہے

تیسری جنگ کی تیّاری نظر آئے اب
اپنی بربادی کے سامان سے ڈر لگتا ہے

بن میں بدلے ہوئے شہروں کو ، زمانہ بیتا
ہیں درندے جنہیں حیوان سے ڈر لگتا ہے

جانے کس کس کی تباہی کا یہ سامان کرے
حور کو واعظِ نادان سے ڈر لگتا ہے

یوں تو معصوم بھی ہیں امن کے خواہاں شہری
جن کو اللہ کی میزان سے ڈر لگتا ہے

ایسے حالات میں نازل ہو مسیحا کیسے
آلِ عمران کے ایمان سے ڈر لگتا ہے

اس کے گھر آ کے جھکے اس کے ہیں در پر طارقؔ
کون کہتا ہے کہ رحمان سے ڈر لگتا ہے

مریض انکار کر دیں تو دوا لے کر کدھر جائیں
فرشتے جانتے ہیں پر ، دعا لے کر کدھر جائیں

مریضوں کو تمنّا ہی نہیں جب جاں بچانے کی
مسیحا پوچھتے ہیں وہ شفا لے کر کدھر جائیں

تمہیں تو موسمِ گل آ کے خوشبو دے بہاروں میں
خزاں میں اے چمن ، تیری ہوا لے کر کدھر جائیں

ہمیں کرنی پڑے گی مختصر پرواز دنیا میں
ہے زہر آلود ہر جانب ، فضا لے کر کدھر جائیں

ہماری بھی تمنّا تھی یہاں کچھ اور جی لیتے
مگر تقدیر کی لکھی قضا لے کر کدھر جائیں

تمہیں ملنے کی خواہش گو ہمیں بے چین کرتی ہے
مگر دل میں چھپی جھوٹی انا لے کر کدھر جائیں

کسی آنگن میں اس کی روشنی کچھ پل تو پہنچے گی
تو کیا سوچیں کہ طوفاں میں دیا لے کر کدھر جائیں

یہی سیکھا ہے ہم نے دوستی کی لاج رکھنی ہے
جفاؤں سے پڑا پالا ، وفا لے کر کدھر جائیں

چُرا لی تیرگی نے ہو اگر بلبل سے بینائی
ذرا سوچو تو گل رنگیں قبا لے کر کدھر جائیں

❀❀❀

"یاد اُس کی ستاتی رہی، رات بھر"
نیند پھر آتی جاتی رہی، رات بھر

رات بھر میں تھا یا میری تنہائی تھی
بات اُس کی سناتی رہی، رات بھر

چاندنی بھی جو نکلی خفا سی لگی
دل کی دنیا جلاتی رہی، رات بھر

خواب خود ہی بکھرتے سنورتے رہے
خامُشی منہ چڑاتی رہی، رات بھر

ذہن میں ایک چہرہ مسلسل رہا
آنکھ منظر سجاتی رہی، رات بھر

کیا کہوں شام ڈھلتے ہی دل بجھ گیا
تیرگی مسکراتی رہی، رات بھر

ذکر تیرا زباں پر یوں جاری رہا
صرف تسبیح گاتی رہی، رات بھر

نور کا ایک سایہ سا دل پر رہا
روشنی جھلملاتی رہی، رات بھر

سانس آتی رہی اور جاتی رہی
آس دل کو دلاتی رہی، رات بھر

جانتا تھا وہ طارقؔ مرے دکھ سبھی
جس کی آواز آتی رہی، رات بھر

❀❀❀

چشمِ یاراں میں چھپا رازِ کہن ، افشاں تو ہو
اک نظر بھر، وہ اگر دیکھے، تو دل قرباں تو ہو

سنگ دل، کتنا سہے گا ، ہجر کی مجبوریاں
سامنے آ جائے وہ ، پورا کبھی ارماں تو ہو

تیری خاطر ترکِ دنیا جب کیا ، سوچا تھا یہ
اِس سے فرقت میں عبادت کا ذرا ساماں تو ہو

دل ترا تسلیم کی منزل میں ٹھہرا لے کہیں
خاکِ درگاہِ محبّت، قبلۂ پنہاں تو ہو

نام تیرا لے کے نکلے جان بھی جاتے ہوئے
عشق ایسا ہو کسی کے درد کا درماں تو ہو

اک تبسم تیری زلفوں کی گھٹا کی اور سے
اک نظر پڑ جائے تیری رحمتِ باراں تو ہو

میں تو فانی تھا، مجھے تجھ میں فنا ہونا ہی تھا
تیری جانب سے مگر اب رشتۂ جاناں تو ہو

پھر کہو گے ، دشت سے آتی ہے مجنوں کی صدا
سائبانِ زلفِ لیلٰی بھی ذرا حیراں تو ہو

کون سنتا ہے فقیرانہ تمنّا کی ندا
تُو اگر سن لے تو شکوہ تجھ سے کچھ آساں تو ہو

زندگی امّید میں بیتی ہے طارقؔ وصل کے
رائیگاں ہو گی نہیں پر وسعتِ داماں تو ہو

دل نے جب چاہا تمہیں ، شرمائیں کیا
" تم ہی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا "

ٹوٹتے جاتے ہیں دل کے آئینے
عکس جو سچا ہے وہ دکھلائیں کیا

ذکر تیرا ہو صبا جیسے چلے
دیکھ کر بجھتے دیے جل جائیں کیا

رنگ اُلفت کے جو پی کر بہہ چلا
اُس قلم سے عہد ہم لکھوائیں کیا

ذکر ہو وصل و فراقِ یار کا
ہے خوشی کے بعد غم ، گھبرائیں کیا

بندگی کی عمر بھر کوشش نہ کی
خود ہی سوچو اب حرم کو جائیں کیا

میں بھی تنہا، تُو بھی تنہا ہے اگر
آگ تنہائی کی پھر سلگائیں کیا

جب ترے دیدار کا موقع ملا
وقت ٹھہرا تھا ، قَسَم اب کھائیں کیا

تُو نہیں مجھ سا میں اک خاکی وجود
خاک میں پھر خاک کو دفنائیں کیا

زندگی میں جب خودی کو چن لیا
عاجزی طارقؔ بھلا ، اپنائیں کیا

سُن دلِ زار کی فریاد ہے کیا تیرے بعد ؟
تیری بستی ہوئی آباد ہے کیا تیرے بعد ؟

پیار اس نے بھی کبھی تجھ سے ہی سیکھا ہو گا
نیک شاگرد ہی اُستاد ہے کیا تیرے بعد

ہے مری خاک پہ تحریر ، وفا تجھ سے ہی
میری راحت کی جو بنیاد ہے کیا تیرے بعد

ہجر میں رقص کناں رہتا ہے اب سوزِ جگر
تیری فرقت میں یہ آزاد ہے کیا تیرے بعد

نغمگی بادِ صبا میں ہے کہاں پہلی سی
رنگ موسم کا بھی دل شاد ہے کیا تیرے بعد

اب نہ مے کش ہیں ، نہ ساقی ہے نہ وہ رقص و سرود
موسمِ گل ہوا برباد ہے کیا تیرے بعد

عکسِ وحدت ہو تو کب بیچ میں آئے پردہ
کیا بتائیں پڑی افتاد ہے کیا تیرے بعد

جلوۂ حسن تو ہے جلوۂ حق کی تمثیل
قید کرتا ہے جو صیّاد ہے کیا تیرے بعد

لب پہ شکوہ ہے کوئی اور نہ دل میں ہے ملال
صبر اور شکر کی امداد ہے کیا تیرے بعد

سوچ طارقؔ رہی تیری ، کوئی نیکی کر لے
جانے کس دل میں تری یاد ہے کیا ، تیرے بعد

لبوں پہ ذکرِ یار ہے، وصالِ جاں کے رنگ میں
صدا ہے نغمہ ساز کی ، غمِ نہاں کے رنگ میں

میں جس طرف نظر کروں ، ہے جلوہ اُس کے نور کا
چھپی ہے ذاتِ حق کی لو ہی آسماں کے رنگ میں

فضا میں گونجتی ہے وہ جو پیار کی پکار ہو
ہو خواب میں بھی نغمہ خواں ، دبی فغاں کے رنگ میں

محبتوں کے درد نے، جگر کو یوں گھُلا دیا
کہ جی رہا ہوں اب فقط، کسی کماں کے رنگ میں

وہی جو زخم دے گیا، وہی ہے مرہمِ شفا
بسا ہوا ہے دل میں جو، ہر اِمتحاں کے رنگ میں

چمن چمن مہک اُٹھے، قدم جہاں ترے پڑے
فلک کو خاک چھُو گئی، ترے نشاں کے رنگ میں

نشہ ہے اُس کا آج تک جو پہلی بار دید تھی
وہ ایک پل ہی رچ گیا ہے دو جہاں کے رنگ میں

ہے تُو تو سب ہیں خوش نوا، نہ ہو اگر تو خامشی
کمالِ حُسن ڈھل گیا، ترے بیاں کے رنگ میں

رُخِ جمال کے سِوا، نظر میں کچھ نہیں ہے اب
بسا ہوا ہے مجھ میں جو بھی ، جانِ جاں کے رنگ میں

یہ عشق کیا ہے پوچھ تُو، فرید سے، لطیف سے
جو ڈوب جائے ذات میں، اُسی نشاں کے رنگ میں

یہی ہے طارقؔ آرزو ، یہی ہے جستجو مری
سمو لے مجھ کو اپنے حسنِ بیکراں کے رنگ میں

تری آنکھوں میں جب دیکھوں تو اک شفقت چمکتی ہے
شبِ تاریک میں روشن تری صورت چمکتی ہے

اندھیرے راستے منزل کی دوری کا سبب کیوں ہوں
جبیں پر صبر کرنے سے اگر ہمّت چمکتی ہے

نہ سخت الفاظ ہیں ، شکوہ گلہ ہے اور نہ کینہ ہے
محبّت میں خموشی ہو تو پھر عزّت چمکتی ہے

ترے انکار کے لمحے ، اگرچہ میں تڑپ اٹھّوں
مگر انکار میں بھی لطف کی شدّت چمکتی ہے

میں خود سے دور ہوتا جا رہا ہوں ، جانتا ہوں میں
مگر اِس کھو چکے "من" کی بھی یہ حالت چمکتی ہے

مری ہستی اگرچہ خواب کی مانند ہے، کچھ کچھ
مگر اُس خواب کی تعبیر میں قدرت چمکتی ہے

یقیں ہے مجھ کو سچی راہ پر ہی گامزن ہوں میں
تری صورت میں چاہِ قدرتِ وحدت چمکتی ہے

یہی تو عشق ہے جو جاوداں کرتا ہے انساں کو
جلے جب آگ یہ دل میں تو پھر قسمت چمکتی ہے

ترے خاموش رہنے میں بھی کچھ ایسے اشارے ہیں
تری ہر چپ میں بھی آواز کی جدّت چمکتی ہے

اسے جب خاک میں دفنائیں طارقؔ ، قبر کہتے ہیں
اسی مٹی میں اک دن، نور کی نسبت ، چمکتی ہے

کسی نے رُخ ہواؤں کا نئے قالب میں ڈھالا ہے
مری کشتی کو لہروں نے بھنور سے خود نکالا ہے

خبر ہوتی ہے پنچھی کو ، کوئی تو ذات ہے جس نے
شجر پر آشیانہ ، ابرِ باراں میں سنبھالا ہے

خلیلوں کے لئے نمرود ہر دم آگ بھڑکائیں
کہیں فرعون نے موسیٰ کو اپنے گھر میں پالا ہے

اسے بھی حق پہنچتا ہے ، یقیناً آزمائش کا
نکالے گا وہی تو ابتلا میں جس نے ڈالا ہے

نبھانے کو فریضہ ، مہر و مہ رہتے ہیں گردش میں
کہ دونوں نے کِیا ، تاریکیوں ہی میں اُجالا ہے

اکیلا ناتواں بندہ کھڑا کس کے سہارے ہو
حمایت ہو خدا کی جس کو اس کا بول بالا ہے

ہزاروں کوششوں سے کھول پائے ہی نہیں جس کو
نہ جانے کیوں پڑا دل پر عدو کے بند تالا ہے

اسی کی ہیں دعائیں تم کو جو مامون رکھتی ہیں
تمہارے سر پہ کتنی تھیں بلائیں جن کو ٹالا ہے

ہمیں تقلید کرنی ہے اسی خوش بخت کی طارقؔ
رضا جو پا سکے اس کی وہی تقدیر والا ہے

❀❀❀

میں نے پوچھا کون ہے تُو، خواب میں آیا ہے کیا
تُو ہے میری شکل و خُو پر ، تُو مرا سایہ ہے کیا

تیری جانب چل رہا ہوں، میں تجھے جانے بغیر
تجھ سے میرا کچھ تعلُّق ہے تو اپنایا ہے ، کیا

تُو ہی منزل، تُو ہی رستہ، تُو ہی پَل، تُو ہی ازل
پڑھ رہا ہوں جو سبق وہ تُو نے پڑھایا ہے کیا

دل میں تھا اک درد اور آنکھوں میں جلتا تھا دیا
میں نے پوچھا "کیا یہ تُو ہے؟ میرے پاس آیا ہے کیا

عشق کو پانے کا رستہ خود کو کھونا ہی تو ہے
میں نے خود کو کھو دیا ہے تجھ کو جتلایا، ہے کیا

میں نے اُس کو چاہ کر بھی خود کو تنہا ہی رکھا
وہ جو آیا بھی تو بولا: "تُو نے ٹھکرایا ہے کیا

میرے ہونٹوں پر رہی چپ، دل میں اک طوفان تھا
میں نے جو کچھ بھی کہا، وہ تُو سمجھ پایا ہے کیا

جب وصالِ یار کی شب تھی، چمن بیتاب تھا
پھول گو خاموش تھے ، خوشبو کو پھیلایا ہے کیا

صبر کر، یہ ہجر کا موسم ، محبت کا ہے رنگ
دل نے اشکوں سے لکھا ، آنکھوں نے ٹپکایا ہے کیا

میں نے پوچھا اُس سے طارقؔ ، "تُو مرا محبوب ہے؟"
مسکرا کر، دیر تک دیکھا تو ! ، فرمایا ہے کیا ؟

❀❀❀

ترے ہجر کی شام تھی، اور میں
حسیں رُت ، سرِ بام تھی اور میں

کہاں راہِ دلبر، کہاں مے کدہ
تری یاد اک جام تھی اور میں

اسی کی تھی مسحور کرتی صدا
محبّت کا پیغام تھی اور میں

نہ آغوشِ وعدہ، نہ زلفوں کے بل
تھپکتی ہوا ، عام تھی اور میں

نہ قابو میں آئی جو آوارگی
وہ صیّاد کا دام تھی اور میں

مرے شوق کی خاک روشن ہوئی
کہ مٹی مری خام تھی اور میں

عبادت نہ کی کعبہ و دیر میں
طبیعت وہاں رام تھی اور میں

نہ دنیا ملی، اور نہ دیں کا ثواب
اطاعت جو ناکام تھی اور میں

تُو ساقی، تُو مے، تُو سرود و سُبُو
مری زیست بدنام تھی اور میں

فقیروں کی طارقؔ سُنی داستاں
وہی اُن کا اکرام تھی اور میں

❀❀❀

ترا عکس دل سے مٹا بھی نہیں
دیا اور کوئی جلا بھی نہیں

سرِ بزم جب تیری خلوت ملی
کوئی راز دل کا کہا بھی نہیں

تمنا کی دہلیز پر میں گرا
تو اس کے لیے کی دعا، بھی نہیں

وہ دروازۂ قدس آنکھیں تھیں وا
کہا ان سے کچھ ماجرا بھی نہیں

تری یاد میں تشنہ لب کون ہو
اگر دل میں دشتِ وفا بھی نہیں

نہ لب پر شکایت، نہ گریہ کناں
ہے دل کیا جو درد آشنا، بھی نہیں

ہواؤں نے اکثر ہے پوچھا مجھے
تری راہ صبر آزما بھی نہیں ؟

نہ خنجر، نہ زخم، اور نہ دستِ ستم
مگر قتل ہے اور جفا بھی نہیں

تجھے کعبہ و دَیر سے کیا غرض
اگر دل میں کوئی خدا بھی نہیں

یہ رستہ، یہ راہی، یہ رقصِ فنا
نہیں گر یہ طارقؔ ، بقا بھی نہیں

جو دیکھا، جو چاہا ، جو پایا جناب
عجب کیا اگر اس کا ہو گا حساب

اُسے چاہنے کا تو اپنا ہے لطف
نہ ہو چاہے کوئی ثواب و عذاب

نگاہوں میں رہتا ہے وہ جلوہ گر
نہ رستے میں حائل حجاب و نقاب

گنوائے نہیں ہم نے ہوش و خرَد
جنوں بھی تو ہے عشق ہی کا نصاب

جو حاصل ہوا نُور انسان کو
کہاں مہر و مہ میں ہے وہ آب و تاب

نہ الزام دیجے گا تعلیم کو
عمل آپ کا ہی اگر ہو خراب

رہے گا وہ آخر گدھے کا گدھا
لدی اس پہ بے شک ہو صدہا کتاب

جو پینے کو ڈھونڈے بہانے کئی
خِرَد کو ڈبو دے گی آخر شراب

سفر اُس کی جانب تبھی ہو تِرا
کہ ہستی پہ آئے تری ، انقلاب

نہیں امتحاں کوئی اس راہ میں
اگر تُو نے دیکھا ، تو ہو گا وہ خواب

فلک مہرباں ہو نہ طارقؔ اگر
کہاں ابرِ باراں، کہاں ہیں سحاب

❀❀❀

محبت کا چہرہ نہاں مثلِ آب
سُراغِ ازل کی ہے یہ اک کتاب

جو سچ کے سفر پر چلا ہے کبھی
تو اُس کی ہو خوشبو عجب بے حساب

اگر ہے فقط "ہُو" کہیں جلوہ گر
ازل سے وہی رنگ ہے لا جواب

بدن سے نکل کر جو دیکھی خودی
تو جانا ، انا بھی تو ہے اک عذاب

لبوں پر ترا نام آ کر بنا
تری حمد جیسے کِھلا اک گلاب

میں رقصاں ہوا، وصل کی لے میں گم
کہ مجھ کو ملی معرفت کی شراب

جنوں بھی ترا، ہوش بھی تُجھ سے ہے
یہ سب کچھ ترے عشق کا اک نصاب

مری خاک پر مہرباں تُو ہوا
ترے فیض نے جو اتاری کتاب

جو تیری گلی سے گزر جائے ہے
اسی دل میں برپا ہوا انقلاب

ازل سے ابد تک مسافر ہے جو
اسی کا ہے طارقؔ ہوا ہمرکاب

کیا خزانہ ، دل کی سچائی کا حامل لے گیا ؟
عشق کا پیکر سراپا نور تھا، دل لے گیا

دل کو جس نے راہ میں بے کل کیا، اچھا کیا
وہ سفر میں جو تھکن کے تھے عوامل لے گیا

کیا خبر تھی محفلوں میں چپ رہا تھا جو ہمیش
ساتھ اپنے وہ خوشی کی سب محافل لے گیا

تھی وفا خوشبو کبھی ، سایہ کبھی ، شبنم کبھی
دل مرا جو قتل میں میرے تھا شامل لے گیا

جو چلا کانٹوں بھرے رستے پہ تھا آشُفتہ سر
وہ گلوں کے ساتھ ہی سارے عنادل لے گیا

کچھ تو تھا انداز نظروں میں، کہ وہ قاتل نہ تھا
اک تبسّم تھا ، سراپا ضو جو منزل لے گیا

پوچھتے ہیں لوگ کب تک دربدر ہے میری ذات
کوئی کہہ دے عشق خود ساری منازل لے گیا

دل جو دریا تھا، وہ خود کو چھوڑ کر بہنے لگا
اشک ہی موتی بنانے کے مراحل لے گیا

ذکر میں، سجدے میں، اشکوں میں وہی تھا سامنے
وہ محبّت سے پڑھے ، سارے نوافل لے گیا

میں سمجھتا تھا کہ میں ہی مستحق ہوں پیار کا
سامنے اُس کے جو آیا ، وہ وہی دل لے گیا

رہ گئی کچھ بھی طلب باقی، نہ طارقؔ ، اضطراب
عشق کا جذبہ کوئی آ کر مقابل لے گیا

❀❀❀

❁

سولہ سترہ مری کتابیں ہیں
اور ان سب میں تیری یادیں ہیں

حوصلہ کر کے ان کو پڑھ لینا
اُن میں لکھّی مری مرادیں ہیں

کیا بجھائیں گی پیاس لوگوں کی
میکدے میں فقط شرابیں ہیں

تشنہ لب دشت میں انہیں دیکھیں
کتنی ظالم ہیں جو سرابیں ہیں

بولتی ہیں حجاب میں آنکھیں
اس کے چہرے پہ جو نقابیں ہیں

ہم سفر میں ہیں ، تیز چلنے کو
ہیں جہاں پاؤں ، وہ رکابیں ہیں

تم تو منہ زور تھے بنے پھرتے
کھینچ لیں کس نے پھر طنابیں ہیں

طارقؔ اِس پار اور تم اُس پار
رہ میں حائل ہوئیں چنابیں ہیں

❀❀❀

ضامن ہوں تیرے امن کا میں رہبروں میں ہوں
اور تُو سمجھ رہا ہے مجھے رہزنوں میں ہوں

تجھ کو نہ آج تک کبھی احساس ہو سکا
میں دوستوں میں ہوں کہ ترے دشمنوں میں ہوں

بیمار تیری روح کا کیسے کروں علاج
ہے فکر مجھ کو میں ترے چارہ گروں میں ہوں

فطرت سے میری فرضِ عبادت نہیں گیا
ہر وقت رب کے مسکنوں میں ، معبدوں میں ہوں

مجھ پر ہوئے ہیں اِس قدر احساں ، نہیں شمار
میں بھی کسی کے واسطے تو محسنوں میں ہوں

میرے قریب آ کے مجھے غور سے تو دیکھ
ہو جائے دل گواہ ترا ، ساجنوں میں ہوں

زلفوں کے بل سنوارنے میں وقت ہے پڑا
میں زندگی سنوارنے کی الجھنوں میں ہوں

سچ بولنے کا حوصلہ تجھ کو نہیں ہوا
چاہے گا کون اُس کے عدو درجنوں میں ہوں

اتنا غرور ، سر کو جھکانے میں عار ہے
جیسے پڑی سلاخیں کوئی گردنوں میں ہوں

کردار کی مہک سے ہے گرویدہ اک جہاں
خوشبو کی طرح پھیلے ہوئے گلشنوں میں ہوں

مینار مسجدوں کے گرائے گئے جہاں
کتبوں کو جن کے توڑا گیا مدفنوں میں ہوں

جن کے نقوشِ پا سے ملے قُدس کا مقام
میں ایسے پارساؤں کی ہی قُربتوں میں ہوں

جس کو سمجھ نہ پائے وہ ، طارقؔ ہوں خیر خواہ
جکڑا گیا حریفوں کی میں قدغنوں میں ہوں

جسے کوئی ڈھونڈے ، وہی تو میں ہوں
جو دھیرے سے بولے ، وہی تو میں ہوں

تُو سمجھا ہے شاید کوئی اور ہے
جو کندھے نہ جھٹکے ، وہی تو میں ہوں

تُو دریا، تُو صحرا، تُو کوہ و دَمن
جو ہر رنگ دیکھے ، وہی تو میں ہوں

جو کرتا ہے اشکوں سے تر سجدہ گہ
جو راتوں کو روئے ، وہی تو میں ہوں

تُو نرما، تُو خوشبو، تُو سایہ، سَمَن
فضا جس سے مہکے ، وہی تو میں ہوں

تُو محراب دل کی، تُو بزمِ سُخن
صدا جو کہ گونجے ، وہی تو میں ہوں

یہ صحرا، یہ طوفاں، یہ شام و سَحر
جو گردش میں گھومے ، وہی تو میں ہوں

کبھی بانسری کے کسی ساز میں
جو رنگوں کو گھولے ، وہی تو میں ہوں

تُو عشقِ کہن ہے ، تُو حرفِ کرن
جو رشتے نبھائے ، وہی تو میں ہوں

جسے روک پائے ، نہ دار و رسن
یہ طارؔق بتائے ، وہی تو میں ہوں

❀❀❀

دل کی دھڑکن میں جو آفاق ، فقط تجھ سے ہے
ہر نظر میں نمِ ادراک فقط تجھ سے ہے

ذرّے ذرّے میں ہے پنہاں تری قدرت کا ثبوت
پتھروں میں جو ہے اعماق ، فقط تجھ سے ہے

جس کو چاہا اُسے تنہائی میں چھوڑا تُو نے
دل پہ پھر بیٹھی ہے جو دھاک ، فقط تجھ سے ہے

یاد آتی ہیں شبِ وصل کی گھڑیاں اکثر
پھر جو ہوتا ہے جگر چاک ، فقط تجھ سے ہے

جسم و جاں کیا ہیں انا ختم ہے ہوتی ان میں
اس کا جتنا بھی ہے ادراک ، فقط تجھ سے ہے

وصل کی نیند سے جاگا تو مجھے یاد آیا
ہجر کا خواب بھی غمناک ، فقط تجھ سے ہے

زخمِ دل کے لئے مرہم بھی عطا ہونے لگے
پھر سزا سہنے میں کیا باک ، فقط تجھ سے ہے

شعر کہتا ہوں تو لب ساتھ نہیں دیتے ہیں
خامشی پڑھتی جو اسباق ، فقط تجھ سے ہے

لب پہ آئی ہی نہیں عرضِ دعا، پھر بھی تو
بات پہنچی سرِ افلاک، فقط تجھ سے ہے

سوچئے اپنی حقیقت تو نظر ، یہ آئے
خاک پہ جو سجی پوشاک فقط تجھ سے ہے

میں کہاں یہ تو فقط اس کا کرم ہے طارق
زندگی کا ہوا الحاق ، فقط تجھ سے ہے

ہے چاند سا جمال ، لاجواب میرے سامنے
ہے برشگالِ نور ، بے حساب میرے سامنے

یہ عشق کا چراغ جگمگاہٹوں کے بیچ میں
ہے روشنی میں کون ، آفتاب میرے سامنے

اک آہ کی صدا تھی میرے وصل کی کرن بنی
کہ چاندنی ہے اور ماہتاب میرے سامنے

وہاں پہ وقت رک گیا ، میں عطر بیز ہو گیا
کہ خوشبوؤں سے تھا بھرا گلاب میرے سامنے

وہ راز کی زبان تھی نہ ہر کوئی سمجھ سکا
میں سُن رہا تھا وہ تھا خوش خطاب میرے سامنے

جو خاک سے اُٹھا تھا میری نقشِ ذات کا سفر
وہ آئنہ ہوا تھا بازیاب میرے سامنے

وہ ایک بوند عشق کی جو بحر بن کے چھا گئی
وہ موج بن کے آ گئی جناب میرے سامنے

جو میں نے خود کو پا لیا تو میں نے تُجھ کو پا لیا
مہک اٹھا یہ دل ، کھُلی کتاب میرے سامنے

یہ وقت اور مکان کا تو سلسلہ ہی مٹ گیا
ہوا جو دل کا نور ، بے حجاب میرے سامنے

جو مر گیا تھا ہجر میں وہ طارقؔ اب ہے جی اُٹھا
کوئی دعا ہوئی ہے مستجاب میرے سامنے

❀

دل ہے دریا سا اور پانی تُو
نغمگی شعر کی ، روانی تُو

ایک قطرہ جو چشمِ نم میں ہے
اس کی کرتا ہے قدر دانی تُو

صُبح کا میں چراغ بجھتا ہوا
تا ابد شمعِ حکمرانی تُو

ذرّے ذرّے میں نقش ہیں تیرے
سارے پیغام ، آسمانی تُو

کب سے میں ہوں فقیر راہوں کا
جن میں کرتا ہے میزبانی تُو

میں جو خود سے لگوں جدا ہونے
میری کرتا ہے پاسبانی تُو

الاماں تلخ ہو زباں میری
مجھ کو کہتا ہے خاندانی تُو

تجھ سے جیتا ہوں تجھ پہ مرتا ہوں
سچ کہوں میری زندگانی تُو

ایک دھڑکا سا دل میں رہتا ہے
مجھ سے کہہ دے نہ لن ترانی تُو

طارقؔ اس کے لئے جھکا سر کو
چھوڑ دے مطلق العنانی تُو

❀❀❀

یاد ہے ، پیار کی ابتدا کی عطا
وصل تیرا ، تو ہے انتہا کی عطا

تیری یادوں نے دل کو مصفّا کِیا
ڈھونڈتا تھا میں راہِ ہُدٰی کی عطا

تیرے ذکر و ثنا میں ہیں صبح و مسا
رات ہے تیری مہر و وفا کی عطا

تُو سُلُوکی بھی، تُو عاشقوں کی رِجا
دل ہے روشن جو تیری ضیا کی عطا

ساتھ اس کا ستارے بھی دیں رات دن
چاند نے پائی راہِ فنا کی عطا

تیری پلکیں اُٹھیں تو سحر ہو گئی
میری سانسیں ہیں باغِ بقا کی عطا

ہیں یہ ناؤ ، ندی ، ناخدا سب دیئے
سارے کہسار ، صحرا ، ہَوا کی عطا

ہے قلم میں مرے روشنائی تری
خاک میں پھونک دی ہے شفا کی عطا

جان و دل پھر محبّت میں صدقہ کیے
تیری ہر سمت دیکھی بلا کی عطا

نغمۂ جاں میں تیرا ہی نامِ ازل
رقص کرتی ہے جاں ، خوش نوا کی عطا

میرا ہر اک نَفَس مہربانی تری
زندگی تیری جود و سخا کی عطا

ڈھل گئی طارق آخر انا عجز میں
مٹ کے پائی ہے یہ ، آشنا کی عطا

قطعہ

جن کا شعبہ ہے یہ عقدہ آپ ان سے پوچھئے
عقدِ ثانی کا طریقہ آپ ان سے پوچھئے

ہم تماشائی مبارکبادیاں دے کر ہیں خوش
دلہنِ ثانی کا رُتبہ آپ ان سے پوچھئے

نو عروسی ہر کسی کو تو نہیں ہوتی نصیب
کیوں ہے پھر آباد حُجلہ ، آپ اُن سے پوچھئے

❀❀❀

❀

عشق کا ہے ادب اک خموشی بھی ، سُن
تُو قلم کی نوائے سروشی بھی سن

دشت و کہسار میں آئے کس کی صدا
مردِ میدان کی سر فروشی بھی سُن

حسن ایسا کہ مہتاب شرمائے ہے
ہے اماوس تو پھر عیب پوشی بھی سُن

وصل کے خواب، آتش ہے فرقت کی بھی
اور الفت کے عاشق ہیں ، دوشی بھی سُن

موج ساحل سے ناراض ، دریا میں خوش
اور ناؤ پہ ہے عیش کوشی ، بھی سُن

مہر کی ہر کرن ہے سحر کی روش
چاندنی میں نہیں گرم جوشی بھی سُن

عشق کے میکدے کی ہے مستی عجب
راس آتی نہیں جام نوشی بھی سُن

عاجزی ، رفعتوں کی طرف اک قدم
خلعتوں کا سفر ، خرقہ پوشی بھی سُن

چرخ گردش میں لے کر ستارے چلے
لوگ قسمت کو ٹھہرائیں دوشی ، بھی سُن

جیت پر ہار پھولوں کے پہنائیں سب
اور مزاروں پہ ہو گل فروشی بھی ، سُن

تیری آغوش طارق ، سکوں بخش دے
غور سے ہاں ، کسی کی خموشی ، بھی سُن

سبق سکھایا جو فطرت نے مجھ کو ازبر تھا
مری زباں پہ وہی تھا جو دل کے اندر تھا

خدا بنا کے سجایا نہیں ہے مندر میں
ہٹا دیا جو مرے راستے کا پتھر تھا

چراغ دل کا جلایا نہیں تھا محفل میں
وہ سامنے تھا ، وہی روشنی کا منظر تھا

محبتوں کا صلہ مانگتا بھلا کیسے
ملا مجھے جو عطاؤں کا اک سمندر تھا

وفا کا قصہ کوئی کب بیاں کیا میں نے
تھا جس کا نام مرے لب پہ، میرا دلبر تھا

چراغ بجھنے نہ پایا کبھی اندھیروں میں
وہ میری شمع ، مرا ساتھ میرا رہبر تھا

میں خاک چھان کے آیا ہوں ساری دنیا کی
نظر نہ آیا مجھے اور کوئی گوہر تھا

فقیر مانگ رہا تھا جو درد رستوں پر
میں جانتا ہوں کوئی عشق کا وہ پیکر تھا

کیا تھا میں نے حقیقت سے رُوشناس اس کو
مگر وہ شخص تو خوابوں کا ہی سکندر تھا

اسی کانام لبوں پر رہا ہے وقتِ دعا
وہی تھا دل میں وہی زندگی کا محور تھا

جو زور شور سے ٹکرائی آ کے ساحل سے
وہ موج بکھری ہے طارقؔ، یہی مقدّر تھا

❀

ہوں مشتِ خاک ، بنے گا یہاں پہ کیا میرا
کہ گیلی مٹّی سے گوندھا بدن گیا میرا

مرا خزانہ ہے منزل مجھے بتایا گیا
سفر کے شوق نے رستہ بنا دیا میرا

مجھے تو بندگی کرنا نہ آ سکی اب تکی
گماں اسے ہے کہ ہے دعویٰ خدا میرا

لبوں پہ ذکر، نظر التجا ، ہے دل میں سُرور
سجود میں ترے آگے ہے سر جھُکا میرا

تری حسین لگن جیسے موج ، موجِ بہار
کہ ذرّہ ذرّہ ہے تیری طرف چلا میرا

غبارِ راہ میں کیا ڈھونڈتا ترا جلوہ
کہ جھونپڑی کا بھی جلتا نہیں دیا میرا

چراغِ علم سے روشن ہے وہ حسیں چہرہ
سنا تو دید کا شعلہ ہوا سوا میرا

وصالِ یار کی ہی جستجو میں نکلا ہوں
فراقِ یار بڑھاتا ہے حوصلہ میرا

جو اس کی راہ میں رکھوں قدم ، غنیمت ہے
ہوا ہے خضر اسی رہ میں رہنما میرا

کبھی حریمِ وفا اور کبھی حریمِ فنا
یہی تو دریا ہیں ، کوزہ جہاں بھرا میرا

ہر ایک قطرہ ہے رقصاں اس ایک نوبت پر
بنا ہے اشک جو،قدموں میں پھر گرا میرا

وہی رہے گا ، وہی ہے ، وہی رہا طارقؔ
ہے کون اس کے سوا دوسرا ہوا میرا

جانِ جاں سے ملے ہیں تو جاں سے گئے
پھر سبھی اِس زمیں آسماں سے گئے

اُس کی یادوں کا سہرا سرہانے رہا
پھر نہ خوابوں کے ہم پرستاں سے گئے

جب سے جذبوں کا منظر سجایا گیا
آنکھ سے اشک بہہ کر رواں سے گئے

جانِ جاں، وصل تیرا ثمر بن گیا
اور دنیا کے ہم ، امتحاں سے گئے

چشمِ تر میں اُترتے ہوئے خواب تھے
سب سرابِ تمنا، عیاں سے گئے

اک نظر کی تپش سے جگر جل گیا
زخمِ دل کے دُریدہ فُغاں سے گئے

آرزو کا سفینہ بھنور میں رہا
خواہشیں چھوڑ کر بادباں سے گئے

پھول ہونٹوں پہ، آنکھوں میں شعلے چھپے
لب کھُلے تو دلوں کے گُماں سے گئے

کیا زمانے نے ان کو جلایا نہیں؟
وہ جو سایہ کئے سائباں سے گئے

کھود پائے نہ گہرا کنواں آب تک
لب زمیں سے تری ،تشنگاں سے گئے

آرزو کی تو شمعیں بجھا دی گئیں
سب نظارے رُخِ گلستاں سے گئے

وقت کے سنگ دل نے جو کچلا ہمیں
ناز تھا جس پہ اُس جسم و جاں ، سے گئے

ہجر کی رات لمبی تھی، کالی بہت
چاند جب مسکرایا، اماں سے گئے

رنگ و بُو کی حقیقت تھی اک لمحہ بس
سب تماشے سرِ باغباں سے گئے

ایک لمحے کا سودا رہا زندگی
دوستی، دشمنی، امتحاں سے گئے

ذہن میں حُسن کی ایک تصویر تھی
لیلیٰ مجنوں تو اس داستاں سے گئے

ہے ادب کا تقاضا خموشی مگر
چپ رہے جو وہ طارقؔ ، زباں سے گئے

❁❁❁

❀

خزاں کی رت بھی گزر ہی جائے گی، آئے گی اب بہار جلدی
یہ ظلمتیں ختم ہوں گی ساری، کہ لیل ہو گی نہار جلدی

دلِ حزیں کو سکوں ملے گا، فراق بدلے گا وصل میں جب
شبِ الم کے دھویں چھٹیں گے، یہ ختم ہو گا غبار جلدی

ہوا کے جھونکے نوید دیں گے کہ صبحِ نو مثلِ عید آئی
گُل و چمن بھی نکھر اٹھیں گے سجا کے اپنا نگار جلدی

دعا کے آنچل سے ہوں گے روشن، فلک پہ سب مہر و ماہ و انجم
زمیں پہ ٹوٹے گا، لگ کے مرہم، ہے درد کا جو حصار جلدی

جو اشک پلکوں پہ کانپتے ہیں، بنیں گے موتی وہ جھلملا کر
رگِ تمنا میں جوش ہو گا، عدو جو ہو گا شکار جلدی

ستم کی گونجیں بھی آسماں پر پہنچ کے پلٹیں گی آگ بن کر
یہ بے بسی بھی مٹے گی آخر، ملے گا اب اختیار جلدی

تمہاری صبر و رضا سے تعمیر ہو رہے ہیں جو رفتہ رفتہ
ہمیں مٹانے کی خواہشوں کے ، بنیں گے سارے مزار جلدی

امید ہر دم رکھو یہ طارقؔ ، خدا بدل دے گا رُت دکھوں کی
یہ شب جدائی کی ڈھل ہی جائے گی، پائے گا دل قرار جلدی

❁❁❁

قطعہ

جانتا ہے سب ترا ربّ ، ہے وہ علاّمُ الغُیوب
ڈھانپتا ہے لغزشیں تیری وہ ستّارُ العُیُوب

تُو نہ ہو مایوس ، کر دے گا وہ تجھ کو بھی معاف
منتظر توبہ کا ہے تیری وہ غفّارُ الذّنُوب

❁❁❁

آنکھ نم ، دیکھ کے ہوتی ہے ، تری دید کے خواب
کوئی تشنہ نہ رہے ، وصل کی شب مثلِ سراب

ہر نفَس میں تری خوشبو یوں معطّر کر دے
جیسے گلشن میں ترو تازہ کوئی کھِلتا گلاب

تیری قربت کا ہے احساس دعائیں کر کے
جیسے تسکین ملے ، پا کے ، سوالوں کے جواب

مجھ کو ویرانہ عطا کرتا ہےخلوت کا خمار
ابر تقسیم کرے جیسے محبّت کی شراب

کعبۂ دل میں ترا نام، بنے بقعۂ نور
روشنی آنکھ میں ، کھولے جو ترے نور کا باب

سجدۂ شکر کرے جیسے مرے دل کو نہال
یہ عبادت ہے کہ لذّت ہے مرے حسن مآب

جس طرف دیکھیں نظر آئے ترا حسن و جمال
تیرے جلوے ہیں کہ اوڑھے ہوئے ہلکا سا نقاب

آپ سے جرآتِ گفتار کی ہمّت کر لیں
ڈر یہ لگتا ہے خفا ہوں نہ مرے عالی جناب

عشق دریا ہے ، کنارہ نہیں جس کا کوئی
ڈوب جاتا ہے ، کوئی تیَرے اگر ، مثلِ حباب

میرے اشکوں سے تری یاد کا نقشہ نہ دھلے
کوئی مرہم نہ لگائے دلِ ناداں پہ شتاب

ایک دن ایسا بھی آئے گا یقیناً طارقؔ
ختم ہو جائیں گے امید ہے یہ سارے حجاب

❀❀❀

کس پہ ، شمعِ تمنا فدا ہو گئی
رات جلتی رہی اور فنا ہو گئی

مجھ کو ساری حقیقت دکھاتی رہی
خود مری ذات ہی آئینہ ہو گئی

حسن پر کر نظر، مجھ کو ملزم نہ کر ،
اس کی تعریف بے ساختہ ہو گئی

عشق وہ راستہ جس میں لازم فنا
اس سے وابستہ سب کی بقا ہو گئی

اس کو دیکھا تو جاتی رہی تیرگی
روشنی دل میں جلوہ نُما ہو گئی

کھیل اس کا تھا پر ، جان سے میں گیا
قتل کرنا بھی اُس کی ادا ہو گئی

ایک پردہ تھا، اور وہ جمالِ ازل
پھر محبّت تو بے انتہا ہو گئی

جب نظر لا مکاں کے مکاں پر پڑی
سب حقیقت سے بڑھ کر دعا ہو گئی

بیکراں اک سمندر تھا دل کا سرا
قطرہ قطرہ طلب کی صدا ہو گئی

کشفِ معنٰی نے خاموشیاں کھول دیں
ہر اذیّت تھی رحمت ، عطا ہو گئی

دستِ قدرت نے پل بھر دکھایا مجھے
ذاتِ مطلق مرے دست و پا ہو گئی

ذکرِ حق میں جو گم ہو گیا ایک دن
میری ہر سوچ قبلہ نما ہو گئی

راستے میں جو میں تھی ملی خاک میں
ٹوٹی طارق انا ، نقشِ پا ہو گئی

❀

جلاؤں خوشی سے میں گھی کے چراغ
بس اک بار مل جائے تیرا سراغ

ترے عشق میں جاگتی ہے یہ رات
نظر چاند میں گرچہ آتا ہے داغ

میں صحرا کی وسعت میں تنہا کھڑا
نہ چیل آسماں پر ، نہ بو لیں ہیں زاغ

یہ کیسی طلب ہے، یہ کیسا ملاپ
نہ کردار پر کوئی لگ جائے داغ

ٹھہر جاؤں کچھ دیر سستا ہی لوں
ثمر دار مل جائے کوئی جو باغ

کبھی خواب میں تیرا چہرہ ملا
کبھی راکھ میں ، مَیں کُریدوں فراغ

وفا کی قسم، میں نے مانگی دعا
کہ ٹوٹیں نہ امید کے سب چراغ

تری راہ میں عمر گزری تمام
بچا ہی نہ کچھ اور خواہش کا باغ

میں خاموش رہتا ہوں ، جھکتا نہیں
سمجھ لے نہ کوئی مجھے بد دماغ

سخن دیکھ حیرت میں گم ہو گئے
جو دیکھا ہے شعروں میں ایسا بلاغ

بتایا تھا اِس بِن بھی میں ہوں بھلا
تو ساقی نے کیوں بھر دیا ہے ایاغ

مجھے صبر نے دے دیا حوصلہ
اسی سے ہے طارقؔ یہ روشن دماغ

❀❀❀

وہ حقیقت تھی، گماں یا کوئی اِبہام نہ تھا
وہ جو کہتا تھا ، کہیں کیسے ، کہ الہام نہ تھا

سب گوارا کیا اک جلوۂ جاناں کے لئے
اور تو پیشِ نظر کوئی بھی انعام نہ تھا

کبھی صحرا، کبھی دریا، کبھی طوفان ملا
جو چلا تیری طرف طالبِ آرام نہ تھا

آخری موڑ پہ تو اُٹھ گئے جتنے تھے حجاب
عشق منزل کی طرف لانے میں ناکام نہ تھا

ذکرِ محبوب میں ڈوبا تو یہ احساس ہوا
دل کے گلشن میں کوئی ایسا تو گلفام نہ تھا

چاند کا چہرہ دکھاتا رہا تیرا جلوہ
رات بھر اور کوئی نور سرِ بام نہ تھا

ہر گلی کوچہ تری یاد سے آباد ہوا
اور تو نقش وہاں دوجا کوئی نام نہ تھا

سوزِ دل نے کیا روشن درِ الفت کا چراغ
ورنہ پروانہ کوئی آتا سرِ شام نہ تھا

رازِ ہستی کی حقیقت تری الفت سے کھلی
ورنہ یہ علم کتابوں میں کوئی عام نہ تھا

وصل کے خواب ہیں شرمندۂ تعبیر ہوئے
طارقؔ اس بزم میں کیا تیرے لئے جام نہ تھا ؟

دل کو دیکھا ، دل کے اندر اک اجالا ہے ابھی
راہِ الفت کے مسافر کو سنبھالا ہے ابھی

خاک کی صورت نہ دیکھو اس میں جلتا ہے چراغ
زیرِ پردہ آتشیں اک نور پالا ہے ابھی

تشنگی ہے اور ساقی آ گیا ساغر لیے
دل کا مے خانہ صنم! ، کتنا نرالا ہے ابھی

عشق کی آندھی چلے تو شمع بھی رقصاں رہے
ہنس کے بھی دل میں ہیں ارماں ، غم ہی پالا ہے ابھی

پل دو پل یادِ حقیقت دل فراموشی کرے
ان صحیفوں میں بھی سپنوں کا حوالا ہے ابھی

کب تلک ہم فاصلوں میں قید رہ پائیں گے یار
تم بھی کہتے ہو کہ رستہ گرد والا ہے ابھی

کون جانے جسم و جاں کے بیچ ہے کیسا سفر
گو ملے ہیں دل پہ لیکن کوئی تالا ہے ابھی

مے کشی مستی جنونِ ذات میں سب ایک ہیں
جو بھی دیکھے گا کہے گا عشق بالا ہے ابھی

ہم کوئی موسم بھی ہو جھک جائیں اس کے سامنے
آسماں پر بھی کسی نے رعب ڈالا ہے ابھی

کوئی بھی طارقؔ ، گماں دل میں ہے گر باقی تو کیوں
چاند روشن ہے ، کہاں پر گِرد ہالہ ہے ابھی

❁❁❁

ساز ِ ہستی نے سجائی ہے جو خواہاں دل میں
گرم ہی رہتی ہے اک محفلِ شاہاں دل میں

ہے تری یاد سے دھڑکن جو نمایاں دل میں
رونق افروز رہی صورتِ خوباں دل میں

چاندنی رات ہے ، خوشبو ہے ، مہکتی سی ہوا
چل رہی جیسے کوئی *نفحۂ جاناں دل میں

اک نظر تیری ،کرن بن کے اتر جائے اگر
کھِل اٹھے باغِ تمنّا کا گلستاں دل میں

یاد کی شمع جلا رکھی ہے تنہائی نے
دیر تک رہتی ہے یہ روشنیٔ جاناں دل میں

چاہ کی راہ پہ چلتے ہوئے محسوس ہوا
جگمگاتے ہیں کئی خواب درخشاں دل میں

آئینہ دیکھ کے کچھ لوگ بدل جاتے ہیں
ہم نے دیکھا ہے وہی عکسِ پریشاں دل میں

شوق کی راہ میں رستے ہیں مگر کتنے ہیں
دھوپ رکھتی ہے فقط سایۂ امکاں دل میں

ہم بھی پتھر تھے مگر عشق نے ہے موم کیا
رنگ بھرتا ہے ترا حسنِ فراواں دل میں

اب بھی ہے لمس وہ خوشبو وہ تماشا باقی
اب بھی رہتا ہے وہی دیدۂ شاہاں دل میں

تیری خوشبو سے مہک اٹھتا ہے دل کا آنگن
رونقِ گل سے ہوا شوق فروزاں دل میں

دیکھ لو خالی ہیں اس کے سبھی کونے کھُدرے
اب فقط یاد ہے باقی ، ہے جو ساماں دل میں

میری بے لوث محبّت تھی بہت اور وفا
حُسن کے تیرے یہی دو تھے گواہاں دل میں

اور پایا ہی نہیں تجھ سا حسیں طارقؔ نے
یہ محبّت نے اٹھایا ہے جو طوفاں دل میں

* نفحہ = خوشبو یا ہلکی ہوا کا جھونکا (رحمت یا خوشگوار اثر کی علامت)
نفخہ = پھونک مارنا یا ہوا ابھرنا (اکثر صور یا روح پھونکنے کے سیاق میں)

میں زیرِ بار رہا ہوں بہت، زبر کر دے
طویل ہو گئی ہے رات، اب سحر کر دے

کسی کے ہجر کی آتش رگوں میں ہے میری
مجھے وصال کی ٹھنڈک سے بار ور کر دے

گماں کی دھول اترنے نہ دے مرا چہرہ
حقیقتوں کا کوئی عکس ہی ادھر کر دے

یہ دل کہ خستہ، شکستہ، غبار میں الجھا
وہ ابر برسے کہ سینے کو صاف تر کر دے

یہ نفس نفس کی دیوار توڑنے والا
مرے ضمیر کو روشن سا اک نگر کر دے

فنا کی راہ میں الفت ہو میرا زادِ سفر
خدا کے در پہ مجھے کوئی بہرہ ور کر دے

ہوا کے جھونکوں میں کچھ خواب گم نہ ہو جائیں
سکوں کی نیند کوئی چاند ، رات بھر کر دے

وصالِ یار کی خوشبو ہے قید آنکھوں میں
ٹپک کے اشک مرے قلب پر اثر کر دے

میں خاک ہوں، مجھے خوشبو بنا دے مثلِ گلاب
جو میری روح معطّر کرے , اَمَر کر دے

ازل سے قید میں ہوں وقت کے تسلسل کی
مرے وجود کو طارقؔ کوئی خبر کر دے

❀

نظر جھکی ہے ، مرے اشک بار ور کر دے
تُو اپنا نام مرے لب پہ معتبر کر دے

وفا کا راستہ دشوار ہے ، طویل بھی ہے
میں تھک نہ جاؤں ، سفر میرا مختصر کر دے

تری جدائی نے صدیوں کا نقش ثبت کیا
یہ نقش دل کا لہو سے نہ کوئی تر کر دے

کہاں کہاں تری یادوں کا سلسلہ پہنچا
مری صدا کو کسی دل پہ با اثر کر دے

چراغ بُجھ نہ سکیں تیرگی کے طوفاں میں
مری دعاؤں کو کچھ ایسا با ثمر کر دے

ہزار بار دعا کی ہے ، دل جو ٹوٹا ہے
مری شکست کو بھی میرا اک ہنر کر دے

میں خاکسار ہوں ، نظریں جھکائے بیٹھا ہوں
کَرَم کی مجھ پہ نظر کر کے درگزر کر دے

یہ غم کی ساعتیں اب روز و شب کو گھیرے ہیں
کوئی کرن مری تقدیر کو قمر کر دے

مرے سکوت میں پنہاں ہیں داستانیں کئی
مرے کلام کی لوگوں کو کچھ خبر کر دے

مرے قلم کو وہ جذبے عطا ہوں اب طارقؔ
مرے سخن کو مرے ساتھ نام ور کر دے

یوں شبِ وصل کی خوشبو ہے نمایاں دل میں
آتشِ شوق کا شعلہ ہے فروزاں دل میں

یاد کا تیری جو پردہ ہے مری آنکھوں پر
بن گئی مثلِ حریرِ شبِ تاباں دل میں

کچھ تشفّی بھی نہ پاتی ہے نظر زخموں سے
جب ترا عکس ابھرتا ہے پشیماں دل میں

کس کو سمجھایئے محفل کی حقیقت آخر؟
ضو فشاں ہے یہ تمنّا کا چراغاں دل میں

جب بھی چلتی ہے ہوا صبح کے جلوے لے کر
تیرا پیغام اتر آتا ہے جاناں دل میں

ساری محفل تری صورت سے منوّر ٹھہری
روشنی اب بھی تو باقی ہے مری جاں دل میں

وہ نظر جس نے مجھے لوٹ لیا پل بھر میں
لے کے آئی وہ ستاروں کا ہے ساماں دل میں

بِن پیئے آنکھ جو مخمور نظر آتی ہے
کس کا یہ حُسنِ فسوں ساز ہے پنہاں دل میں

نور سے دل ہے منوّر تو گرانمایہ ہے
روشنی ہو نہیں سکتی کبھی ارزاں دل میں

اب تلک خواب کے گلشن کی مہک ہے باقی
تا ابد تیری محبّت کا ہے پیماں دل میں

تجھ پہ قربان رہا جذبۂ جاں دید کے بعد
تیری مخمور نگاہوں کا ہے فیضاں دل میں

چوبِ صحرا کی طرح ورنہ سلگتی رہتی
ہو گئی دید سے دھڑکن ہے نمایاں دل میں

مجھ پہ ہے تیری عطا ، ظرفِ بقا تیرا کرم
زیست کی شان ہمیشہ رہی شایاں دل میں

طارقؔ افسوس ، سنبھالی نہ گئی تجھ سے نظر
کیسے انجانے میں یہ تر ہوا ، داماں دل میں

❀❀❀

کوئی بھی وسوسے دل میں نہیں پلنے دیئے میں نے
نہیں امّید کے روشن دیے بجھنے دیئے میں نے

یہ سچ ہے ، میں فلک سے توڑ کر تارے نہیں لایا
تمہاری آنکھ سے موتی نہیں گرنے دیئے میں نے

خیال ان کے مرے بارے میں تھے کچھ اور ہی لیکن
ہوئے جب اس طرف مائل، نہیں پھرنے دیئے میں نے

بہت دلچسپیاں تھیں گو توجّہ بانٹ لینے کو
ترے جب بھی خیال آئے نہیں ہٹنے دیئے میں نے

مرے دل میں بتوں نے آ کے جو مندر بنائے تھے
کبھی مسجد میں آکر بھی نہیں گرنے دیئے میں نے

مرے سینے میں جتنے زخم ہیں وہ اب بھی تازہ ہیں
مگر یہ زخمِ الفت ہیں ، نہیں بھرنے دیئے میں نے

تمہارے بعد دنیا نے جو خوابوں کو جلایا تھا
وہ سارے راکھ میں اب تک نہیں ڈھلنے دیئے میں نے

زمانے کے بہاؤ نے بہت روکا تھا رستے میں
مگر کب عزم کے پاؤں کہیں تھمنے دیئے میں نے

شکستہ دل کو جب تنہا غموں نے گھیر رکھا تھا
امیدوں کے دریچے بند کب کرنے دیئے میں نے

وفا کے اس سفر میں مَیں نے یہ حاصل کیا طارق
بغاوت کے کوئی رستے نہیں بننے دیئے میں نے

جیسے صحرا میں اچانک سے ہو دریا کا ظہور
دل میں تیری یاد سے پھوٹے کبھی ایسے سرور

آئینے میں تیرے خدّو خال ہی کا عکس ہے
کیا تعجّب مل گیا اس سے مجھے رب کا شعور

ذات کو تیری سمجھنا بھی عبادت ہی تو ہے
ہجر میں تیرے میسر ہے مجھے صبر صبور

وصل کی شب تو نہیں، پھر بھی عجب سا کیف ہے
شوق کی دیوار کر آیا ہوں جب سے میں عبور

کون سمجھے گا تری چشمِ کرم کا راز یاں
معرفت سے ہی ، ترا دل میں کبھی ہو گا ظہور

شمع کے جلنے سے ہوتی ہے منوّر یہ فضا
میں جلا ہوں ، خاک سے میری چمکتا ہے یہ نور

قرب سے تیرے ہُوا انفاس پر ایسا اثر
نفس فانی ہے مگر اس میں بقا کا ہے سرور

تیری یادوں کا سہارا زیست کو درکار ہے
اِک ہے تیرے ہجر کا غم ، اک مرے دل کا فتور

میں بھی فرقت کا مسافر، تو بھی ہجراں کا مرید
راہِ دل میں تو ہی منزل، تو ہی رہبر، تو ہی طور

عشق دریا ہے جو چڑھ جائے ، اترتا ہی نہیں
کچھ تو ہو سیلاب سے نقصان بندے کا حضور!

چشمِ نم ، اِخلاصِ دل ، سوزِ دعا، طارقؔ کبھی
سارے مل جائیں تو ہو گا وصل بھی ممکن ضرور

❀❀❀

❀

رفاقتوں میں بھی حیرانیاں تو ہوتی ہیں
"کہ دوستوں سے بھی نادانیاں تو ہوتی ہیں"

وفا کے کوچے میں جلتے ہیں دل دیے بن کر
محبتوں میں یہ قربانیاں تو ہوتی ہیں

وہ ہنس کے جب ملے ، دل رو کے یاد کرتا ہے
دکھوں کی آنیاں اور جانیاں تو ہوتی ہیں

درِ حقیقتِ جاں تک پہنچنے والے کو
وصالِ یار کی آسانیاں تو ہوتی ہیں

جو بادشہ کا مصاحب ہو ، وہ سمجھ پائے
جہاں پہ تخت ہو ، دربانیاں تو ہوتی ہیں

خدا کے قرب کی چاہت اگر رہے دل میں
قریب آنے سے طغیانیاں تو ہوتی ہیں

صبا نے چھیڑ کے کانوں میں کچھ کہا لیکن
خیالِ یار کی نگرانیاں تو ہوتی ہیں

وصالِ یار میں پردے اگر نہ اٹھ پائیں
جو ہو نہ ظرف ، پشیمانیاں تو ہوتی ہیں

کسی کو ہاتھ سے کرتے ہیں روز رخصت یاں
جہاں میں دکھ ، یہ پریشانیاں تو ہوتی ہیں

فرازِ عشق پہ پہنچا اگر کبھی طارقؔ
اسے خبر ہے ، مہربانیاں تو ہوتی ہیں

❀

کیا پوچھتے ہو مجھ سے سوالِ جمالِ دوست
صد رنگ مثلِ چشمِ غزالِ جمالِ دوست

صحرا ہو گلستاں ہو اندھیرا کہ صبحِ نو
ہر دل ، دلِ نہالِ کمالِ جمالِ دوست

میں ایک مشتِ خاک ، گئی عرش پر دعا
آیا جو لب پہ ذکرِ جلالِ جمالِ دوست

میں خانۂ خدا کے احاطے میں ہوں کھڑا
پر دل تو چاہے بوسۂ خالِ جمالِ دوست

ہر اشک شوق کا مری آنکھوں سے ہے رواں
ہر موج ایک موجِ وصالِ جمالِ دوست

مسجد ہو یا کہ دَیر ہو ، مذہب ہو یا دھرم
چمکے ہے دل میں نُورِ خیالِ جمالِ دوست

میں بزم میں کھڑا ہوں مگر خالی ہاتھ ہوں
ساقی نہ کچھ پِلا ، بتا! ، حالِ جمالِ دوست

اے ہجر تیرا درد بھی ہے وصل کا پیام
ہر زخم میں ہے نغمۂ قالِ جمالِ دوست

اے عشق تو ہی اصل میں ہے منزلِ مراد
ہر راہ میں یہ دل ہے نہالِ جمالِ دوست

بس اُس کو دیکھ کر مری دنیا بدل گئی
طارقؔ سخن میں اب ہیں ظلالِ جمالِ دوست

❀❀❀

میں کب کہیں *خُلُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب
کہ نغمہ و سُرُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

حیات ہو گی جلد ہی ، گئے دنوں کی داستاں
میں ہر زیان و سُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

کبھی جمالِ صبح میں ، کبھی فراقِ شام میں
میں ہر نئی نَمُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

تری نظر کی اک عطا ، مرے سُجُود کی ہے لو
صلٰوۃ میں ، سُجُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

کسی زباں کا ذائقہ ہے شَہد اور شِیر میں
میں بر زباں دَرُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

وفا کے قافلوں کے ہر سفر میں ایک میں بھی تھا
میں ہر رہِ صَعُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

تری ہی ذات باعثِ سکونِ عقل و دل ہوئی
میں اک ترے وُجُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

مجھے ترے وجود کی مہک لئے لئے پھرے
ہوا کے بھی ** کُشُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

ترے وجود کا ثبوت مل گیا ہے جب مجھے
میں ہر طرف شُہُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

جو طارقؔ آسماں دِکھے بغیر گرد باد کے
میں اُس *** رُخِ کَبُود میں قرار ڈھونڈتا ہوں اب

* خُلُود: ہمیشگی، دوام
** کُشُود: کھُلنا، بکھرنا، فرّاخی، مسئلے کا حل ہونا
*** کَبُود: نیلا آسماں

❀❀❀

❀

جو فرقت میں کٹیں، وہ کاٹتے ہیں
جو دن سر پر پڑیں ، وہ کاٹتے ہیں

ہمیں کہتے ہوئے اپنا مسلسل
ہماری ہی جڑیں وہ کاٹتے ہیں

ہمارے دل کو پہنچائیں لہو جو
وہی چن کر رگیں ، وہ کاٹتے ہیں

شفق سے جو بناتے تھے اجالے
اجالے کی رہیں ، وہ کاٹتے ہیں

وفا کے نام پر تو مر مٹے ہم
محبت کی صفیں وہ کاٹتے ہیں

جو سنتے تھے ہمہ تن گوش ہو کر
کہانی کی لِٹیں وہ کاٹتے ہیں

ادب کی روشنی، فن کے مناظر
کوئی نغمے چھیڑیں وہ کاٹتے ہیں

وفا کے نام پر کرتے ہیں دھوکہ
مروّت کیا کریں ، وہ کاٹتے ہیں

ازل کی راہ کے راہی پریشاں
امیدوں کی صفیں وہ کاٹتے ہیں

گماں کے آبگینے توڑ ڈالیں
یقیں کی سب تہیں وہ کاٹتے ہیں

ابھی سُوئے مزار اپنے نہ نکلو
کفن آہیں بھریں ، وہ کاٹتے ہیں

چلیں جب تیر نظروں کے تو بچنا
کہ جب پردے گریں وہ کاٹتے ہیں

سگانِ شہر کا کیا ہے بھروسہ
نہ بھونکیں جب ڈریں ، وہ کاٹتے ہیں

عبث طارقؔ ، خرد کی ، کہہ رہے ہو
تمہیں جب بھی سنیں ، وہ کاٹتے ہیں

❀❀❀

نظم

اجازت چاہتا ہوں دست بستہ
سفر پر جا رہا ہوں ایک ہفتہ

خدا کے گھر پہ بخشش جا کے مانگوں
گناہوں میں کٹی ہے عمرِ رفتہ

دعا کی آپ سے بھی ہے گزارش
دعا پائے قبولیّت کا رستہ

وہاں جا کر دعائیں گر وہ سُن لے
تو پھر سودا بہت ہو گا یہ سستا

سنا ہے گھر کسی کے جا کے مانگیں
تو کر کے درگزر ، ملتا ہے ہنستا

سنا ہے قرب ملتا ہے اسی کو
نگاہوں میں نہ اس کی ہوں جو پستہ

عبادت کی خدا توفیق دے دے
دعائیں رہ نہ جائیں پر شکستہ

پئیں گے آبِ زم زم، لائیں گے بھی
کھجوریں بھی وہاں ملتی ہیں خستہ

توجّہ چاہیئے طارقؔ سبھی کو
کہی ہم نے تو اپنی جستہ جستہ

❁❁❁

"جلسہ سالانہ جرمنی کے نام"

محبّت اور عقیدت کا ہر اک جذبہ مبارک ہو
مبارک جرمنی والو! تمہیں جلسہ مبارک ہو

جہاں دل مل کے کرتے ہیں دعاؤں سے پذیرائی
جہاں لب پر دعا رکھتے ، خلافت کے ہیں شیدائی

جہاں رونق سے ، دل کی ساری سستی دور ہو جائے
جہاں سے نعرۂ تکبیر کی اونچی صدا آئے

ملاقاتیں جہاں بچھڑے ہوئے لوگوں سے ہوتی ہیں
خدا کے سامنے آنکھیں جہاں سجدوں میں روتی ہیں

جہاں علم و ہنر کے نور سے دل جگمگاتے ہیں
جہاں رحمت کے بادل خیر کی بارش بھی لاتے ہیں

جہاں نورِ الٰہی سے فضا ہوتی منوّر ہے
جہاں الفت کی خوشبو سے ہر اک محفل معطّر ہے

یہاں مہمان سارے جانتے اِخلاص کے گُر ہیں
یہاں پر میزباں سارے خلوص و نور سے پُر ہیں

کہیں پانی کی خدمت ہے، کہیں مُسکاں کی سوغاتیں
کہیں اشکوں میں ڈھلتی ہیں محبّت کی کراماتیں

یہ جلسہ اتحادِ دل کا پیغامِ وفا لایا
یہیں ہر شخص نے اخلاص کا رشتہ نیا پایا

یہاں سنتے ہیں ہم امن و اخوّت کے جو افسانے
یہاں عشقِ محمدؐ سے بھریں دن رات پیمانے

یہاں قرآن کی تعلیم کا پرچار ہوتا ہے
یہاں سنت کا زندہ ہر عمل ہر بار ہوتا ہے

یہاں اک عہدِ بیعت کی تجلّی بھی دکھائی دے
یہاں ہر آن دل کو تازگی ، اک رہنمائی دے

جہاں ہر اک دلِ مومن میں جلتا ہے چراغِ دیں
جہاں بڑھتی ہے الفت، مٹتی جاتی ہے کدورت ، کِیں

یہیں اِخلاص کے جھنڈے فضاؤں میں ہیں لہراتے
یہیں صبر و رضا کے باغ خوشبو سے ہیں مہکاتے

تمہارے حق میں آقا کی دعائیں رنگ وہ لائیں
سروں پر فضلِ یزداں کی ردائیں نور برسائیں

محبّت اور عقیدت کا ہر اک جذبہ مبارک ہو
مبارک جرمنی والو! تمہیں جلسہ مبارک ہو

جلسہ سالانہ کے تمام شاملین کے نام

خدا کے فضل ہوں تم پر ، خدا کی رحمتیں تم پر
کہ اتریں جلسہ سالانہ کی ساری برکتیں تم پر

مسیحا کی دعاؤں کے بنو وارث کچھ ایسے تم
کہ نازل ہوں قبولیت کی ساری ساعتیں تم پر

محبت کے یہ میلے، الفتوں کے سلسلے پیہم
عیاں دائم اخوت کی سبھی ہوں نسبتیں تم پر

تمہارے دین و دنیا کی بھلائی کا جو ساماں ہوں
خدا کی نعمتوں کی ہر قدم ہوں بارشیں تم پر

تمہیں جلسے نے موقع پھر دیا ہے عہدِ بیعت کا
خلافت کی اطاعت ہی سے اتریں نصرتیں تم پر

ہو ایمان و یقین و صبر کا سرمایہ روز افزوں
عنایت سے خدا کی ہو رہی ہیں ، رحمتیں تم پر

دعاؤں کا ہو سایہ، ذکر کا ہو ساتھ ہر لمحہ
اتر آئیں سکینت کی کچھ ایسی راحتیں تم پر

جہاں بھر میں لوائے احمدیت لہلہائے اب
خلافت کی عنایت سے ہوں تاباں شوکتیں تم پر

خلافت سے جُڑے رہنے کا ہے انعام یہ پایا
کہ بڑھتی جا رہی ہیں لمحہ لمحہ شفقتیں تم پر

قبولیت کی گھڑیاں اور نصرت کے ہیں یہ لمحے
خدا رکھے قیامت تک یہ اتریں دولتیں تم پر

عطا کرتا ہے جلسہ یہ دعاؤں کے خزانے جو
ابد تک ساتھ ہوں طارقؔ ، خدا کی نعمتیں تم پر

پنجابی نظم

"یاداں"

پھُلّاں کھِڑیا ، دل دا ہاسّا یاد کراں
ماں کردی سی سِر دا چاسّا یاد کراں

چپ چپیتے چانن اتّر آوندا سی
میرا چن وی اوتھے پھیرا پاوندا سی

کملی ، سُرخی ، لا کے گاوندی ، پھر دی سی
ڈھارے تھلّے منجی ڈھاوندی پھر دی سی

سچّی گلّ نہ کر دے ، پردے پاوندے نیں
جھوٹھ دے اُتّے جھوٹھے گانے گاوندے نیں

پانی وانگر رُڑ گئی دولت ساری اے
پیسے کھا گئی اوہدی وِچ بمَاری اے

شیشے دے وچ مُورت اُس دی دِسدی اے

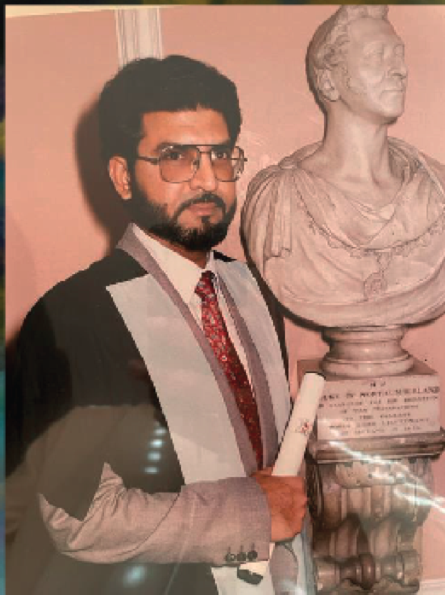
قسمت انج وچھوڑا کاہنوں لِخ دِی اے

دل دا حال سُناواں ہَولا بھار کراں
دُکھ نہ سانجھا کراں تے کِیہ فِر یار کراں

طارق موت دے اَگّے کسے دی چلدی اے؟
ڈاہڈے اَگّے دال کسے دی گلدی اے؟

❁❁❁

اختتام



ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ ایف آر سی
ایس کی ڈگری لینے کے بعد رائل
کالج آف سرجنز آئرلینڈ ڈبلن۔
نومبر ۱۹۹۲

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آگئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد 1970 میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے 1975 میں ایف ایس سی کیا۔ 1982 میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ 1990 میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آگئے۔ یہاں سے سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے وقف کر کے تنزانیہ، مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر کام کیا۔ واپس آکر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یو کے سے منسلک ہیں۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ 2020 سے کیا۔ اس سے قبل ان کے درج ذیل مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں۔

1۔ لبِ لُباب 2۔ چاکِ دامانِ جنوں 3۔ ہم قدم، دم بدم 4۔ در آئینۂ صفِ دوستاں

5۔ نصیبِ چارہ گری 6۔ بازگشت 7۔ چیتم بن من موتا 8۔ روزنِ خانۂ دل

9۔ سرنامۂ نور 10۔ دربار۔ خلافت میں نذرانۂ عقیدت و محبت ۱۱۔ ایک اور ایک گیارہ ۱۲۔ برشگالِ نور

۱۳۔ گمان سے یقین تک ۱۴۔ رنگِ وفا دیکھو تو ۱۵۔ آئینہ ابرار کا ۱۶۔ سخن سمندر ۱۷۔ منّت کشِ دعا

۱۸۔ دھنک اجالے ۱۹۔ پُر نور ہو سویرا